ہفت روزہ
بدر قادیان
جلد ۱۹ — شمارہ ۲۵
The Weekly Badr Qadian
ایڈیٹر: محمد حفیظ بقاپوری
نائب ایڈیٹر: [illegible]

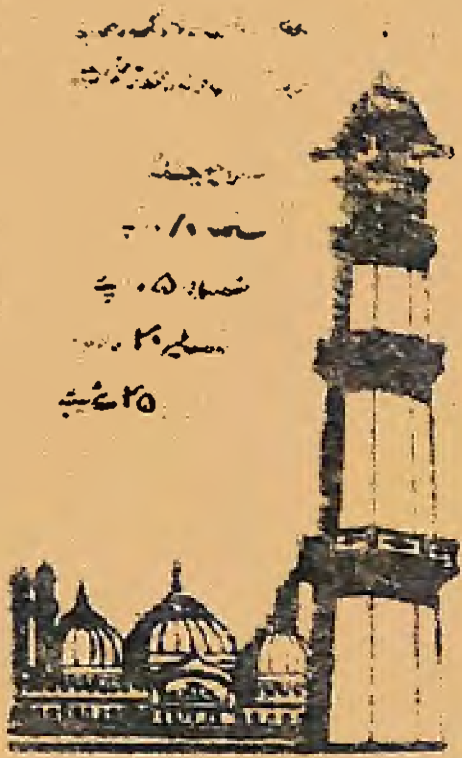

## اخبار احمدیہ

ربوہ ۔ ۲۱ ر ظہور ۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق ایبٹ آباد سے موصولہ آخری اطلاع مظہر ہے کہ طبیعت بفضلہ تعالیٰ اچھی ہے حضور کی حرم محترمہ حضرت بیگم صاحبہ مدظلہا کی طبیعت بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے ۔ الحمد للہ ۔

قادیان ۲۵ ر ظہور ۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ مع محترمہ بیگم صاحبہ و بچگان مورخہ ۱۸ ر ماہ رواں کو ساڑھے سات بجے صبح بذریعہ کار اپنے مجوزہ تفریحی سفر کشمیر پر روانہ ہوئے ۔ بعد کی اطلاع کے مطابق محترم موصوف مورخہ ۲۲ ر ظہور کو بخیر و عافیت سری نگر میں وارد فرما ہوئے ۔ الحمد للہ ۔ اللہ تعالیٰ سفر و حضر میں حامی و ناصر ہو ۔ اور اس سفر کو ہر جہت سے بابرکت کرے ۔ آمین ۔

قادیان ۲۵ ر ظہور ۔ محترم حضرت مولانا عبد الرحمٰن صاحب فاضل امیر مقامی مع جملہ درویشان قادیان بحمد اللہ خیر و عافیت سے ہیں ۔

۲۴ ر جمادی الثانی ۱۳۹۰ھ — ۲۷ ر ظہور ۱۳۴۹ ہش — ۲۷ ر اگست ۱۹۷۰ ء

# میں اپنے ذاتی تجربہ کی بنا پر کہتا ہوں کہ خدا ہے

## مجھے اُس نے مامور کیا ہے کہ میں دُنیا کو اس لعلِ تاباں کے حصول کی راہ بتا دوں

### ارشادات عالیہ حضرت اقدس مسیح پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام

" غرض اس قسم کی ناپاک زندگی جو حقیقت میں گناہ کی لعنت ہے وہ عام ہو رہی ہے اور وہ پاک زندگی جو گناہ سے بچ کر ملتی ہے ۔ وہ ایک لعلِ تاباں ہے جو ...... کسی کے پاس نہیں ۔ ہاں خدا تعالیٰ نے وہ لعلِ تاباں مجھے دیا ہے ۔ اور مجھے اس نے مامور کیا ہے کہ میں دنیا کو اس لعلِ تاباں کے حصول کی راہ بتا دوں اس راہ پر چل کر میں دعوے سے کہتا ہوں کہ ہر ایک شخص یقیناً یقیناً اس کو حاصل کرے گا ۔ اور وہ ذریعہ اور وہ راہ جس سے یہ ملتا ہے ایک ہی ہے جس کو خدا کی سچی معرفت کہتے ہیں ۔ درحقیقت یہ مسئلہ بڑا مشکل اور نازک مسئلہ ہے ۔ کیونکہ ایک مشکل امر پر موقوف ہے ۔ فلاسفر جیسا کہ میں نے پہلے کہا ہے آسمان اور زمین کو دیکھ کر اور دوسرے مصنوعات کی ترتیب ابلغ و محکم پر نظر کر کے صرف اتنا بتاتا ہے کہ کوئی صانع ہونا چاہیئے ۔ مگر میں اس سے بلند تر مقام پر لے جاتا ہوں اور اپنے ذاتی تجربہ کی بنا پر کہتا ہوں کہ خدا ہے ۔

اب اس میں صریح فرق ہے مگر یہ فرق تب ہی نظر آ سکتا ہے جب آنکھ صاف ہو ۔ ایسی صاف آنکھ عطا ہونے پر انسان بنی نوع کے حقوق میں تمیز کر کے نہیں محفوظ کر لیتا ہے ۔ اور یہ وہی آنکھ ہے جس کو خدا کے دیکھنے کی آنکھ کہتے ہیں ۔ اس آنکھ کے ملنے پر وہ پاک زندگی شروع ہوتی ہے اور گناہوں سے بچنے کا یہ ذریعہ کو کسی حالت میں درست نہیں ہو سکتا کہ کسی دوسرے کو سزا ملے اور ہمارے گناہ معاف ہو جائیں ۔ زید کو پھانسی ملے اور بکر بچ جاوے کیونکہ اس کے ابطال پر یہی دلیل کافی ہے کہ خارجی امور میں ہم اس کی کوئی نظیر نہیں پاتے اور اس طریق سے بچ نہیں سکتے بلکہ دلیر ہوتے ہیں ۔ مثلاً یہ کتا ہے بھیڑیا نہیں ہے ۔ اصل میں اگر یہ بھیڑیا ہے اور ہم اس کو کتا سمجھیں تو یہ ممکن ہی نہیں کہ اس سے ڈریں اور خوف کریں جو ایک خونخوار بھیڑیئے سے کرتے ہیں ۔ کیوں ؟ اس لئے کہ ہمیں علم نہیں ہے کہ وہ بھیڑیا ہے ۔ ہمارے علم میں وہ ایک کتا ہے ۔ لیکن اگر یہ علم ہو کہ یہ بھیڑیا ہے تو اس سے دور بھاگیں گے اور اس سے بچنے کے لئے اچھی خاصی تیاری کریں گے لیکن اگر یہ علم اور بھی وسیع ہو جاوے کہ یہ شیر ہے تو بہت بڑا خطرہ پیدا ہو گا اور اس سے بچنے کے لئے اور بھی بڑی تیاری کریں گے ۔ غرض جمیع قویٰ پر ہیبت اور تاثیر کے علم سے ایک خاص اثر ہوتا ہے ۔ پس اب یہ کیسی صاف صداقت ہے جس کو ہر شخص سوچ سکتا ہے کہ بغیر گناہوں سے بچنے کے واسطے کیا راہ ہو سکتی ہے ۔

میں دعوے سے کہتا ہوں اور میں ایسی صداقت پر قائم کیا گیا ہوں اور یہی حق ہے کہ جب تک خدا تعالیٰ کی معرفت تام نہ ہو اور اس کی قوتوں اور طاقتوں کی ایک شمشیر برہنہ نظر نہ آجاوے انسان ہلاکت سے بچ نہیں سکتا ۔ "

(ملفوظات جلد سوم صفحہ ۱۰۷)

## جلسہ سالانہ قادیان

### تاریخہائے انعقاد ۱۸ - ۱۹ - ۲۰ فتح ۱۳۴۹ ہش / دسمبر ۱۹۷۰ ء

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی منظوری اور اجازت سے ۷۹ ویں جلسہ سالانہ قادیان کے انعقاد کی تاریخیں ۱۸ - ۱۹ - ۲۰ فتح ۱۳۴۹ ہجری شمسی بمطابق ۱۸ - ۱۹ - ۲۰ ر دسمبر ۱۹۷۰ ء رکھی گئی ہیں ۔

جملہ عہدیداران جماعتہائے احمدیہ ہندوستان و مبلغین کرام سے درخواست ہے کہ وہ اپنی اپنی جماعتوں کے سب دوستوں کو جلسہ سالانہ قادیان کی تاریخوں سے مطلع فرمائیں تا کہ احباب زیادہ سے زیادہ تعداد میں مذکورہ بالا تاریخوں پر جلسہ سالانہ قادیان میں شامل ہو کر اس مقدس روحانی اجتماع کی برکات سے مستفید ہو سکیں ۔

اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے زیادہ سے زیادہ احباب کو اس کی توفیق بخشے ۔ آمین ۔

ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

## ولادتیں

(۱) مکرم اے ۔ پی کنہا موسیٰ صاحب صدر جماعت احمدیہ کالیکٹ کے ہاں اللہ تعالیٰ نے فضل سے لڑکی پیدا ہوئی ہے ۔

(۲) مکرم سی ۔ وی ۔ محمد صاحب کیپٹری ... کالیکٹ کو اللہ تعالیٰ نے پہلا لڑکا عطا فرمایا ہے ۔

احباب سے درخواست ہے کہ اللہ ... بچوں کے نیک اور خادم دین ہونے کے لئے دعا فرمادیں ۔

ملک صلاح الدین ایم ۔ اے

قادیان

ملک صلاح الدین ایم ۔ اے پرنٹر و پبلشر نے ماما آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا ۔ پروپرائیٹر صدر انجمن احمدیہ قادیان

ہفت روزہ بدر قادیان

۲۷ ظہور ۱۳۴۹ ہش مطابق ۲۷ اگست ۱۹۷۰ء

# مسلمان اور فریضۂ تبلیغ

معاصر ہفت روزہ الجمعیتہ دہلی مجریہ ۷ اگست میں شائع شدہ مولانا اخلاق احسن صاحب قاسمی کا ایک مضمون زیر عنوان "دعوۃ حق کی تبلیغ" اس وقت ہماری نظر کے سامنے ہے مولانا موصوف نے اپنے اس مضمون میں تبلیغ و دعوت حق کی اہمیت کو واضح کرنے کے بعد جن الفاظ میں افراد ملت کی توجہ اس فریضہ کی بجاآوری کی طرف مبذول کرائی ہے وہ ایک طرف اُن کی نیک خواہشات کے مظہر ہیں تو دوسری طرف ان توقعات سے اُن کی تام خیالی بھی مترشح ہوتی ہے ایک اقتباس ملاحظہ ہو :-

"آج روئے زمین پر وہی تاریکیاں اور فساد کاریاں موجود ہیں جو اسلام سے قبل سارے عالم پر چھائی ہوئی تھیں اور ان کا مداوا و علاج اس دین حق کی روشنی میں ہے جس کے مسلمان محافظ و نگران ہیں۔ اگر آپ نے اس حق کی روشنی کو نہ پھیلایا تو ساری انسانیت برباد ہو کر رہے گی اور گمراہی میں مبتلا ہو کر تباہ و برباد ہو گی اور اس کی ساری ذمہ داری اس ملت پر عائد ہو گی جو اس روشنی کی علمبردار ہے۔ خیر امم مادر شہدا علی الناس ہے۔

یہ خیال کرنا کہ پہلے مسلمانوں کو بنا لیا جائے۔ پھر دیگر اقوام کی طرف توجہ کی جائے یہ بھی ایک بہت بڑا مغالطہ ہے۔ جو مسلمانوں کو اصل کام سے روکے ہوئے ہے کیونکہ ملت اسلامیہ پر پہلا فریضہ خداوندی دعوت و تبلیغ ہی ہے جو سب سے پہلے ملت پر عائد کیا گیا ہے۔ نماز جو عماد دین اور رکن عظیم ہے وہ بھی کئی سال بعد معراج اور اسراء کے موقعہ پر فرض کی گئی۔ زکوٰۃ، روزہ، حج، جہاد غرض باقی تمام فرائض خداوندی بعد میں نازل کئے گئے ہیں جب دعوت و انذار کے لئے تمام دین کا نازل ہونا بھی ضروری نہیں تو پھر تمام دین کا پابند ہونا، پہلے سے کیونکر اور اس پر عمل کرنا کس طرح دعوت و انذار کے لئے ضروری قرار دیا جا سکتا ہے؟ اور یہ اس چودھویں صدی میں ممکن کیسے ہے۔ جو زمانہ نبوت سے بُعد کی وجہ سے اسلام کے انتہائی انحطاط کا دور ہے"۔

جہاں تک وقت کی ضرورت اور اس فریضۂ اولیں کی اہمیت کا تعلق ہے ہم نہ صرف مولانا موصوف کے خیالات سے سو فیصدی متفق ہیں بلکہ کلی ہمنوا ہیں۔ مگر جب ہم موصوف کی ان گرانقدر توقعات کے پورا ہونے کے امکانات کا جائزہ لیتے ہیں تو مایوسی و محرومی کی تند لہریں ایک مرتبہ سطح ذہن کو ارتعاش و اضطراب سے ضرور ہمکنار کر دیتی ہیں۔ اور دماغ ان خدشات کی گہرائیوں میں ڈوب کر یہ بھی پوچھ بیٹھتا ہے کہ آیا موجودہ ناگفتہ بہ حالات میں عام مسلمان ان توقعات کو پورا کر سکیں گے یا مولانا موصوف کی یہ خوش آئند توقعات بھی ناکام آرزوؤں کی صورت اختیار کر کے سابقہ مایوسیوں میں اضافے کا سبب ہی بنیں گی ؟؟

بلاشک تبلیغ و اشاعت دین ایک ایسا فریضہ ہے جس سے کوئی بھی مسلمان اپنے تئیں سبکدوش نہیں کر سکتا۔ قرآن کریم میں اس فریضہ کی بجاآوری کے لئے متعدد مواقع پر جن الفاظ میں تاکید و تلقین کی گئی ہے وہ اس امر کے متقاضی ہیں کہ ہر مخلص اور درد مند مسلمان اُن کی اہمیت کو سمجھتے ہوئے اس فریضہ کی بجاآوری میں ہمہ تن مصروف ہو جائے۔ ارشاد ربانی ہے کہ

وَلْتَكُن مِّنكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ ۚ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ۝
(آل عمران رکوع ۱۱)

(اور تم میں سے ایک جماعت ایسی ہونی چاہیئے جس کا کام صرف یہ ہو کہ وہ لوگوں کو نیکی کی طرف بلائے اور نیک باتوں کی تعلیم دے اور بدی سے روکے اور یہی لوگ کامیاب ہونے والے ہیں)

پھر فرماتا ہے :-

وَمَا كَانَ الْمُؤْمِنُونَ لِيَنفِرُوا كَافَّةً ۚ فَلَوْلَا نَفَرَ مِن كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَائِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوا فِي الدِّينِ وَلِيُنذِرُوا قَوْمَهُمْ إِذَا رَجَعُوا إِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُونَ ۝ (توبہ رکوع ۱۵)

(اور مومنوں کے لئے یہ ممکن نہ تھا کہ وہ سب کے سب اکٹھے ہو کر تعلیم دین کے لئے نکل پڑیں پس کیوں نہ ہوا کہ ان کی جماعت میں سے ایک گروہ نکل پڑتا تا کہ وہ دین پوری طرح سیکھ سکتے اور اپنی قوم کو واپس لوٹ کر بے دینی سے ہوشیار کرتے تاکہ وہ گمراہی سے ڈرنے لگیں)

اسی طرح ایک اور موقعہ پر اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِن تَنصُرُوا اللَّهَ يَنصُرْكُمْ وَيُثَبِّتْ أَقْدَامَكُمْ (محمد رکوع ۱)

(اے مومنو! اگر تم اللہ کی مدد کرو گے تو وہ تمہاری مدد کرے گا اور تمہارے قدموں کو مضبوط کرے گا)

مذکورہ بالا آیات کریمہ نمونہ ہیں اُن احکامات ربانی کا جن سے قرآن کریم بھرا پڑا ہے اور جن کی موجودگی میں اس فریضہ کی اہمیت جتلانے کے لئے مزید کسی وضاحت یا تشریح کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔

پھر اللہ تعالےٰ نے مسلمانوں کو تبلیغ و دعوت حق جیسے اہم فریضہ کی کما حقہ بجاآوری کی طرف نہایت درجہ تاکیدی اور تحذیری آمیز الفاظ میں دعوت عمل دینے پر ہی اکتفا نہیں کیا بلکہ اس سورت کے آخر میں یہ انتباہ بھی فرمایا ہے کہ

وَإِن تَتَوَلَّوْا يَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ ثُمَّ لَا يَكُونُوا أَمْثَالَكُم ۝ (محمد رکوع ۴)

(اور اگر تم اس فریضہ کی بجاآوری سے پہلو تہی کرو گے تو وہ تمہاری جگہ ایک اور قوم کو بدل کر لے آئے گا اور وہ تمہاری طرح سستی کرنے والے نہ ہوں گے)

اللہ تعالےٰ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بَلِّغْ مَا أُنزِلَ إِلَيْكَ کے الفاظ میں مبلغ اعظم کے جس جلیل القدر خطاب سے نوازا اسکے آئینہ میں آپ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ کا جائزہ لیجئے۔ زندگی کے ایسے کونسے نشیب و فراز ہو سکتے ہیں جن سے آپ کو سابقہ نہ پڑا ہو۔ دعوائے نبوت کے بعد متواتر تیرہ سال تک مصائب و آلام سے پُر اور کڑا دور قریش مکہ کے انسانیت سوز مظالم سہتے ہوئے بھی گزارا۔ دس سالہ مدنی زندگی کا بیشتر حصہ معاندین حق و صداقت کے خلاف نبرد آزمائی میں رہنا پڑا اور فتح مکہ کے بعد عمر عزیز کے باقی ماندہ ایام ایک فاتح اور مطلق العنان حاکم کے طور پر بھی بسر کئے۔ مگر کوئی بھی لمحہ ایسا تو نہیں جو تبلیغ و اشاعت دین جیسے اہم فریضہ کی ادائیگی سے تہی گذرا ہو۔ عسر کی ساعتوں میں بھی تبلیغ و تربیت ہی مدنظر رہی اور یسر کی فراغت گھڑیاں بھی اسی مقدس پیغام کو بنی نوع انسان تک پہنچانے میں صرف ہوئیں۔ پھر نور و ہدایت کا یہ چراغ تنہا ہی فروزاں نہ رہا بلکہ اس کے نور سے ہزاروں اور دیئے بھی روشن ہوئے افق اسلام پر ستارے بن کر جگمگائے۔ جو حالات نے اور گناہ و عصیاں کی تاریکیوں میں نور کی کرنیں بکھیرتے ہوئے یہ ستارے جہاں جہاں پہنچے جنہیں خود سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے خلوص و اعتماد اور محبت و پیار سے بھر پور الفاظ میں یہ اعزازی خطاب عطا فرمایا کہ

اَصْحَابِيْ كَالنُّجُوْمِ بِاَيِّهِمْ اقْتَدَيْتُمْ اهْتَدَيْتُمْ

(میرے مخلص صحابہ ستاروں کی مانند روشن ہیں۔ ان میں سے جس کی بھی تم اقتدا کرو گے رشد و ہدایت کی منزل سے ہمکنار ہو گے)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ کی پیروی کرتے ہوئے ان پاکبازوں نے نور اسلام سے اکتساب نور کر کے نہ صرف اپنے وجودوں کو منور کیا بلکہ اپنے ماحول اور گرد و پیش کو بھی بقعۂ نور بنا ڈالا۔ فی الحقیقت اُن میں سے ہر ایک اپنی جگہ پر رشد و ہدایت کا چلتا پھرتا اور جیتا جاگتا پیکر تھا۔ اُن کے نفس کی یہی پاکیزگی اور کشش تھی جس نے ایک مختصر سے عرصہ میں مشرکین عرب کے دل جیت لئے۔ اور انہیں شرک و الحاد کے گھناؤنے ماحول سے نکال کر خدائے واحد و یگانہ کے حضور سربسجود ہونے پر مجبور کر دیا۔

پھر اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد کہ تم میں ہر زمانہ میں ایک ایسی جماعت کا ہونا ضروری ہے۔ جو بنی نوع انسان کو اسلام کے روح بخش پیغام سے روشناس کرتی رہے۔ جہاں ایک تاکید اور تلقین کی حیثیت رکھتا ہے وہاں ایک امید افزا بشارت الہیہ کا بھی مظہر ہے کہ خدا تعالیٰ ہر دور میں اُمت مسلمہ کو ایسے مخلص اور پاکباز افراد مہیا کرتا رہے گا جو اس باغ کی نگہداشت کرتے رہیں گے۔ چنانچہ اس خوشکن الٰہی وعدہ کے مطابق صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے بعد تابعین اور تبع تابعین علیہم الرحمۃ اپنی اپنی استعدادوں کے مطابق اس فریضہ عظیمہ کو بجا لاتے رہے۔ ازاں بعد بزرگان سلف، آئمہ دین، صوفیائے کرام، علماء امت اور مجددین علیہم الرحمۃ نے اپنے اپنے وقتوں میں اس ذمہ داری کو سنبھالا اور بطریق احسن ادا کیا تا آنکہ وہ زمانہ آ گیا جس کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مہدی کامل کے ظہور کی بشارت دی گئی تھی

(باقی صفحہ نمبر ۱۱ پر)

خطبہ جمعہ

# ہر چیز اللہ تعالیٰ کی ہی میراث اور ملکیت ہے اسلئے اسکی راہ میں خرچ کرنا سراسر خیر و برکت کا موجب ہے

## غلبۂ اسلام کے راستہ میں جتنی ضرورتیں بھی پیش آتی ہیں وہ آپ لوگوں نے ہی پوری کرنی ہیں

از حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ بنصرہ العزیز فرمودہ ۱۸ اخاء ۱۳۴۷ ہش بمقام مسجد مبارک ربوہ

سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور نے مندرجہ ذیل آیات قرآنیہ کی تلاوت فرمائی:-

وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ بِمَآ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ هُوَ خَيْرًا لَّهُمْ ؕ بَلْ هُوَ شَرٌّ لَّهُمْ ؕ سَيُطَوَّقُوْنَ مَا بَخِلُوْا بِهٖ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ وَلِلّٰهِ مِيْرَاثُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ۔ لَقَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ فَقِيْرٌ وَّنَحْنُ اَغْنِيَآءُ ۔

(آل عمران آیات ۱۸۱-۱۸۲)

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ اِلَى اللّٰهِ ۚ وَاللّٰهُ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيْدُ ۔ اِنْ يَّشَاْ يُذْهِبْكُمْ وَيَاْتِ بِخَلْقٍ جَدِيْدٍ ۔ وَمَا ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ بِعَزِيْزٍ ۔

(فاطر آیات ۱۶ تا ۱۸)

اس کے بعد فرمایا:-

اللہ تعالیٰ ان آیات میں فرماتا ہے کہ

### دُنیا میں ایسے لوگ بھی ہوتے ہیں

کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے انہیں سب کچھ دیتا ہے لیکن وہ اللہ تعالیٰ کی اس دین میں سے مالی قربانیاں پیش نہیں کرتے بلکہ بخل سے کام لیتے ہیں۔ اور وہ یہ سمجھتے ہیں کہ ان کا اپنے اموال کو خدا کی راہ میں خرچ نہ کرنا دنیوی فوائد پر منتج ہوگا اور اسی میں ان کی بھلائی ہے۔ اگر وہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنے اموال کو خرچ کریں گے تو انہیں نقصان ہوگا۔ ان کا خدا کی راہ میں اموال خرچ کرنا ان کے لئے خیر کا موجب نہیں ہوگا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ خیال درست نہیں بلکہ حقیقت یہ ہے کہ (شَرٌّ لَّهُمْ) ایسا کرنا ان کے لئے بہتر نہیں بلکہ ان کے لئے ہلاکت اور برائی کا باعث بنے گا۔ اور اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کو وہ مول لینے والے ہوں گے اس بخل کے دو قسم کے نتائج نکلیں گے ایک اس دُنیا میں اور ایک اُس دُنیا میں۔ جو شخص بخل سے کام لیتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے اس کی راہ میں اپنے اموال کو خرچ نہیں کرتا وہ اس دُنیا میں جہنم میں پھینکا جائے گا اور وہاں سے ایک نشان دیا جائے گا جس سے سارے جہنمی سمجھ لیں گے کہ وہ اس لئے اس جہنم میں آیا ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کی راہ میں اپنے اموال خرچ نہیں کیا کرتا تھا — سَيُطَوَّقُوْنَ ان کے گلے میں ایک طوق ڈالا جائے گا اور وہ طوق تمثیلی زبان میں ان اموال کا ہوگا جو اس دُنیا میں خدا کی راہ میں خرچ نہ کر کے وہ بچایا کرتے تھے اور اس طوق کی وجہ سے ہر وہ شخص جو جہنم میں پھینکا جائے گا جان لے گا کہ یہ وہ لوگ ہیں جنہیں کہا گیا تھا کہ اپنی عاقبت سنوارنے کے لئے اور خدا کو راضی کرنے کے لئے

### اپنے اموال اس کے سامنے پیش کرد

مگر انہوں نے اس کی آواز نہ سُنی اور اس کے رسول کی آواز پر لبیک نہ کہا اور دُنیا کے اموال کو اُخروی بھلائی پر ترجیح دی۔ اور نتیجہ اس کا یہ ہے کہ آج یہ جہنم میں ہیں اور ذلت کا عذاب انہیں دیا جا رہا ہے۔ جہنم کے عذاب میں تو سارے شریک ہیں لیکن یہ طوق بتا رہا ہوگا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے اموال کی تو حفاظت کیا کرتے تھے لیکن اپنی جانوں کی حفاظت نہیں کیا کرتے تھے۔ اپنی ارواح کی حفاظت نہیں کیا کرتے تھے۔

ایک نتیجہ اس بخل کا اس دُنیا میں نکلے گا اور وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَلِلّٰهِ مِيْرَاثُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ آسمانوں اور زمین کی ہر شے اللہ کی میراث ہے اور میراث کے ایک معنی لغت نے یہ بھی کئے ہیں کہ ایسی چیز جو بغیر کسی تکلیف کے حاصل ہو جائے۔ پس اللہ جو خالق ہے رب ہے اور جس کی قدرت میں اور روائت میں ہر چیز ہے جس کے کُن کہنے سے ساری خلق معرضِ وجود میں آتی ہے کسی چیز کے پیدا کرنے یا اس کے حاصل کرنے میں اسے کوئی محنت نہیں کرنی پڑتی۔ اور جب ہر چیز اللہ ہی کی میراث اور ملکیت ہے تو جو شخص بھی اللہ کو ناراض کرے گا وہ اس دُنیا میں اموال کی برکت سے محروم ہو جائے گا یا کوئی اور دُکھ اُس کو پہنچایا جائے گا

### پھر اللہ تعالیٰ نے ایک مثال دی

اور وہ یہود کی مثال ہے کہ جب مسلمانوں کو یہ کہا جاتا ہے کہ خدا کی راہ میں اپنے اموال کو خرچ کرو تو یہود ہیں سے لبعض کہتے ہیں کہ اچھا اس کا مطلب تو یہ ہوا کہ اللہ ہوا فقیر اور ہم ہوئے بڑے امیر۔ ہمارے اموال کی خدا کو ضرورت پڑ گئی ہے اس لئے وہ ہم سے مانگ رہا ہے۔ اسی پر اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا چونکہ بخل کے ساتھ ذاتِ باری کا استہزا بھی شامل ہو گیا ہے اس لئے انہیں عذاب حریق یعنی ایک جلن والا عذاب دیا جائے گا اور ان لوگوں کو جنہوں نے اس قسم کے فقرے مسلمانوں کو دق کرنے اور بہکانے کے لئے کہے تھے اسی دنیا سے جلن کا عذاب شروع ہو گیا تھا۔ اسلام ترقی کرتا چلا گیا اور وہ لوگ جو غریب تھے اللہ تعالیٰ نے ان کی قربانیوں کو قبول کرتے ہوئے ساری دُنیا کے اموال ان کے قدموں میں لا رکھے اور مخالف بھی خدا تعالیٰ کے ان فضلوں کو اور انعاموں کو دیکھتا تھا وہ اس بات کا مشاہدہ کرتا تھا کہ سچا ہے وہ جس نے کہا تھا کہ وَلِلّٰهِ مِيْرَاثُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ۔ اور جو شخص مخالفت کو چھوڑنے کے لئے کبھی تیار نہیں تھا اس کے دل میں ایک جلن پیدا ہوتی تھی۔ یہ دیکھ کر کہ یہ لوگ غریب تھے ہمارے محتاج تھے۔ ہم ہی ان کی ضرورتیں پوری کرتے تھے اور ہمارے بغیر ان کی ضرورتیں پوری نہیں ہو سکتی تھیں (ان دنوں جو یہود عرب میں آباد تھے وہ عربوں کو قرض دیا کرتے تھے) غرض ان کے دلوں میں یہ دیکھ کر جلن پیدا ہوتی تھی کہ یہ بہت تھوڑے عرصہ میں یعنی چند سال کے اندر اندر اس مقام پر پہنچ گئے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی قربانیوں کو قبول کر کے اس قسم کے نتائج نکالے ہیں کہ ساری دُنیا کی دولت ان کے قدموں پر لا ڈالی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں جو نتائج بیان کئے ہیں وہ ایک ...... کے لئے دلائل مہیا کرتے ہوئے چلے جاتے ہیں۔ چنانچہ سورۃ فاطر میں اللہ تعالیٰ ان لوگوں کے خیالات کی تردید کرتے ہوئے فرماتا ہے کہ سچ تو یہ ہے اَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ اِلَى اللّٰهِ

### تم خدا تعالیٰ کے فضلوں کے حاجتمند ہو

تم اس احتیاج کا احساس پیدا کر لو۔ تم یہ سمجھ لو کہ دُنیا کی کوئی نعمت اور کوئی اخروی نعمت تمہیں اس وقت تک حاصل نہیں ہو سکتی جب تک کہ اللہ تعالیٰ اس کا فیصلہ نہ کرے کیونکہ اس دُنیا کی ملکیت بھی اس کے قبضہ میں ہے اور اس دُنیا کی نعمتیں بھی اس کے ارادہ اور منشاء کے بغیر کسی کو مل نہیں سکتیں۔ تمہیں (جیسا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے) جُوتی کا ایک تسمہ بھی اس وقت تک نہیں مل سکتا جب تک خدا تعالیٰ کا منشاء نہ ہو۔ ہر چیز میں ہر وقت اور ہر آن تم محتاج ہو۔ تمہارے اندر اپنے رب کی احتیاج ہے۔ خدا تمہارا محتاج نہیں۔ خدا تعالیٰ تو غنی ہے وَاللّٰهُ هُوَ الْغَنِيُّ حقیقی غنا اُس کی ذات میں ہے کوئی اور ہستی ایسی نہیں جس کی طرف ہم حقیقی غنا کو منسوب کر سکیں۔ اور نہ کہہ سکیں کہ اس کے اندر غنا پائی جاتی ہے اور وہ غنی ہے سوائے اس کے کہ اللہ تعالیٰ کا کوئی نیک بندہ صفات باری کا مظہر بنتے ہوئے غنا کی صفت کا بھی جتنا اندر پیدا کرنے کی توفیق اپنے رب سے پائے۔

وہ ایک معنی میں غنا بھی بن جاتا ہے۔ ایک معنی میں وہ ربوبیت بھی کرتا ہے اور رحمانیت کے جلوے بھی دکھاتا ہے۔ رحیمیت کے جلوے بھی دکھاتا ہے۔ وہ معاف بھی کرتا ہے اور مَالِكِ يَوْمِ الدِّيْن کے جلوے بھی دکھاتا ہے لیکن یہ سب نسبتی اور طفیلی چیزیں ہیں۔ انسان اللہ تعالیٰ کے منشاء کے مطابق اور اس کی دی ہوئی توفیق سے

## صفاتِ باری کا مظہر

بنتا ہے۔ اگر خدا کا سہارا نہ ہو تو پھر خدا تعالیٰ کی صفات کا کون مظہر بن سکتے؟ ہاں جب اللہ تعالیٰ خود اپنا سہارا دیتا ہے اور اپنے فضل سے نوازتا ہے تو انسان اس کی صفات کاملہ کا محدود دائرہ میں اور طفیلی طور پر مظہر بھی بنتا ہے اور اپنی اپنی استعداد کے مطابق بنتا ہے۔

غرض اللہ تعالیٰ نے فرمایا اَلْغَنِيُّ یعنی کامل غنا والی ذات تو اللہ کی ہے اور وہ غنی ہونے کے لحاظ سے تمہارا محتاج نہیں۔ اور اَلْغَنِيُّ کے اندر یہ مفہوم بھی آگیا ہے (جس کو پہلے فقرہ میں کھول کر بیان کیا گیا تھا) کہ تم میں سے ہر ایک کو اس کی احتیاج ہے۔ تم زندہ نہیں رہ سکتے جب تک حی خدا

## تمہاری زندگی کی ضرورت کو پورا کرنے والا

نہ ہو اور اپنی حیات کاملہ سے تمہیں ایک عارضی زندگی عطا کرے۔ تمہاری استعدادیں اور قوتیں قائم نہیں رہ سکتیں جب تک کہ خدائے قیوم کا تمہیں سہارا نہ ملے۔ سب تعریفوں کی مالک اسی کی ذات ہے۔ اس لئے وہ تمہاری احتیاجوں کو پورا کرتا ہے اور تمہارے دل سے یہ آواز نکلتی ہے کہ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ تمام تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے چونکہ تم اس کے محتاج ہو اور وہ تمہارا محتاج نہیں اس لئے تم اپنی فکر کرو۔ اِنْ يَّشَأْ يُذْهِبْكُمْ اگر وہ چاہے تو روحانی حیات سے تمہیں محروم کر دے۔ وَيَاْتِ بِخَلْقٍ جَدِيْدٍ اور ایک اور ایسی قوم پیدا کر دے جو اپنے کو اس کے لئے فنا کر دے اور اس طرح ہو کر ایک نئی زندگی پائے۔

## خلق جدید کا ایک نظارہ

دنیا دیکھے گی کہ وہ اپنا سب کچھ قربان کرنے کے لئے تیار ہو جائیں گے جیسا کہ نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ نے فنا فی الرسول اور فنا فی اللہ کے نتیجہ میں ایک نئی زندگی پائی اور ان کی خلق جدید ہوئی۔ پہلے دنوں کے برعکس ان کا یہ حال تھا کہ ایک موقعہ پر ایک جنگ کی تیاری کے لئے بہت سے مال کی ضرورت تھی اور دنیا ایسی ہی ہے۔ کبھی فراخی کے دن ہوتے ہیں اور کبھی تنگی کے دن ہوتے ہیں۔ اس موقعہ پر بھی تنگی کے ایام تھے اور جنگی ضرورت تھی۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرامؓ کے سامنے ضرورت حقہ کو رکھا اور مالی قربانیاں پیش کرنے کی انہیں تلقین کی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ تو اپنا سارا مال لے کر آ گئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنا نصف مال لے کر آ گئے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ میری یہ پیشکش قبول کر لی جائے کہ میں دس ہزار صحابہؓ کا پورا خرچ برداشت کروں گا۔ اور اس کے علاوہ آپ نے ایک ہزار اونٹ اور ستر گھوڑے دیئے۔ اسی طرح تمام مخلص صحابہؓ نے اپنی اپنی توفیق اور استعداد کے مطابق مالی قربانیاں پیش کیں اور اللہ تعالیٰ نے اس کے بہترین نتائج نکالے۔

ایک موقعہ پر

## ایک نو مسلم قبیلہ

ہجرت کر کے مدینہ منورہ آ گیا اور ان کو آباد کرنے کا سوال تھا۔ وہ اپنا سب کچھ چھوڑ کر آئے ہوں گے کیونکہ ان دنوں وہاں بھی مخالفت بہت زیادہ تھی جیسا کہ کبھی کبھی ہر زمانہ میں اسلام کے خلاف ہر ملک میں مخالفت پیدا ہوتی رہتی ہے اور مومن ان مخالفتوں کی پرواہ نہیں کیا کرتے کیونکہ ان کا بھروسہ اللہ پر ہوتا ہے۔ دنیوی سامانوں پر نہیں ہوتا۔ بہرحال ایک قبیلہ ہجرت کر کے مدینہ منورہ آیا تو ان کے آباد کرنے کے لئے مال کی ضرورت تھی۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرامؓ کو مالی قربانیاں پیش کرنے کی تلقین کی۔ آپ کی اس اپیل کے نتیجہ میں ہر شخص نے یہ سوچا کہ میرے پاس جو چیز زائد اور فاضل ہے وہ میں لا کر پیش کر دوں۔ لیکن "فاضل" کے معنے انہوں نے وہی کئے تھے جو ایک مومن کرتا ہے۔ انہوں نے یہ نہیں سوچا تھا کہ ہمارے پاس دو درجن کوٹ ہونے چاہئیں اور پچاس قمیصیں ہونی چاہئیں اور ایک دو پھٹی پرانی قمیصیں جو بیکار پڑی ہیں اور استعمال میں نہیں آتیں وہ لا کر دیدی جائیں بلکہ ان میں سے اگر کسی کے پاس کپڑوں کے دو جوڑے تھے تو اس نے کہا میں ایک جوڑے میں گذارہ کر سکتا ہوں دوسرا جوڑا زائد ہے چنانچہ اس نے وہ جوڑا پیش کر دیا۔

ایک صحابی کے پاس کچھ سونا تھا انہوں نے یہ سوچا کہ اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کا یہ عمدہ موقع ہے۔ رسولِ کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے ضرورت ہمارے سامنے رکھی ہے اور ہمیں تلقین فرمائی ہے کہ ہم خدا تعالیٰ کی راہ میں اپنے اموال خرچ کریں چنانچہ وہ اشرفیوں کا ایک توڑا (جو وہ اچھی طرح اُٹھا بھی نہیں سکتے تھے) لے آئے۔ اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کر دیا۔ اور اس طرح غلّہ کپڑوں اور روپے کے ڈھیر لگ گئے۔ اور خدا تعالیٰ نے مومنوں کے اس ایثار کے نتیجہ میں ایک پورے قبیلہ کی جائز ضرورتوں کو پورا کرنے کے سامان کر دیئے۔

ان دو واقعات بیان کرنے سے اس وقت میری یہ غرض نہیں کہ میں یہ بتاؤں کہ صحابہ کرامؓ کس قسم کی قربانیاں کیا کرتے تھے بلکہ

## میری غرض یہ بتانا ہے

کہ ان قربانیوں کے پیچھے جس روح کا صحابہ کرامؓ نے مظاہرہ کیا تھا وہ کیا تھی۔ تاریخ ایسی مثالوں سے بھری پڑی ہے اور ان مثالوں سے صاف ظاہر ہے کہ ان قربانیوں کے پیچھے جو روح تھی وہ یہ تھی کہ نَحْنُ الْفُقَرَآءُ اِلَى اللّٰهِ ہم اللہ تعالیٰ کے محتاج ہیں اور اَللّٰهُ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيْدُ اللہ کو کسی کی احتیاج نہیں۔ تمام تعریفوں کا وہ مالک ہے ہمیں اپنی دنیوی اور اُخروی فوزوں کے لئے یہ قربانیاں دینی چاہئیں اور دنیوی اور اُخروی انعاموں کے حصول کے لئے ان قربانیوں کا پیش کرنا ہمارے لئے ضروری ہے۔

ان مثالوں سے روز روشن کی طرح یہ بات واضح ہوتی ہے کہ

## صحابہؓ کے اندر جو روح تھی

وہ یہ تھی کہ وہ اَلْفُقَرَآءُ اِلَى اللّٰهِ ہیں۔ منافق ہر جگہ ہوتے ہیں اس وقت میں ان کی بات نہیں کر رہا۔ ان میں سے جو مخلص اور ایثار پیشہ تھے اور بھاری اکثریت انہی لوگوں کی تھی۔ ان کی زبان پر یہود دیوں کی طرح یہ نہیں آتا تھا کہ اِنَّ اللّٰهَ فَقِيْرٌ وَّنَحْنُ اَغْنِيَآءُ بلکہ ان کی زبان پر یہ تھا ان کے دل میں یہ احساس تھا اور ان کی روح میں یہ تڑپ تھی کہ اَلْفُقَرَآءُ اِلَى اللّٰهِ ہیں۔ نہ ان کی کوئی مادی ضرورت پوری ہو سکتی ہے اور نہ روحانی جب تک کہ اللہ تعالیٰ ان کی ضرورت کو پورا نہ کرے۔ غرض جس سے ہم نے ہر نیکی کو حاصل کرنا ہے اس کی رضا کے حصول کے پانچ روپیہ یا پانچ لاکھ روپیہ قربان نہیں کیا جا سکتا۔ میں نے صحابہ کرامؓ کی ایک مثال دی ہے کہ جس کے پاس دو جوڑے کپڑے تھے اس نے ایک جوڑا کپڑے پیش کر دیئے۔ تفصیل تو نہیں ملتی لیکن یہ امکان ہے کہ ان میں سے کسی کو اس قربانی کی توفیق ملی ہو اور اس کے بعد وہ مثلاً فوت ہو گیا ہو اور مزید قربانی کا اسے موقع نہ ملا ہو۔ اسے تو اس قربانی کے نتیجہ میں اتنے اموال دیئے گئے کہ اگر وہ چاہتے تو اس قسم کے ہزار جوڑے بنا لیتے۔ پس ہم خدا تعالیٰ کے محتاج ہیں۔ ہم فقیر ہیں۔ خدا تعالیٰ ہمارا محتاج نہیں۔

## حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ایک بڑی پیاری بات کہی ہے

جو قرآن کریم نے بھی نقل کی ہے اور وہ یہ ہے

رَبِّ اِنِّيْ لِمَآ اَنْزَلْتَ اِلَيَّ مِنْ خَيْرٍ فَقِيْرٌ

کہ ہر چیز کی مجھے احتیاج ہے جو بھلائی بھی تیری طرف سے آئے میں اس کا محتاج ہوں۔ میں اسے اپنے زور سے حاصل نہیں کر سکتا جب تک تُو مجھے نہ دے وہ مجھے نہیں مل سکتی۔ غرض حقیقی خیر چاہے دنیوی ہو یا اُخروی وہ اللہ تعالیٰ کے فضل کے بغیر نہیں ملا کرتی۔ ویسے اللہ تعالیٰ کُتّوں کو بھی بھوکا نہیں مارتا۔ سؤر بھی اس کی بعض صفات کے جلوے دیکھتے ہیں۔ ان کو بھی خوراک مل رہی ہے۔ اور ان کی (مثلاً بیماریوں سے) حفاظت بھی ہو رہی ہے سوائے اس کے کہ اللہ تعالیٰ کسی زمانے میں وبا کے طور پر اس قسم کے جانوروں کو ہلاک کر دے جس طرح وہ بعض دفعہ انسان کی بعض گنہگار نسلوں کو فنا کر دیتا ہے لیکن جو سلوک ان جانوروں سے ہو رہا ہے وہ اس سلوک سے بڑا مختلف ہے جو انسان سے ہو رہا ہے۔ اور جو سلوک ایک کُتّے سے ہو رہا ہے جو سلوک ایک سؤر سے ہو رہا ہے جو سلوک ایک گھوڑے یا بیل یا پرندوں سے ہو رہا ہے اس کے مقابلہ میں جو سلوک ایک انسان سے ہو رہا ہے اس کو ہم خیر کہہ سکتے ہیں باقی تمام سلوک ہے گو ایک لحاظ سے وہ بھی خیر ہے لیکن صحیح اور حقیقی معنی میں وہ خیر نہیں ہے۔ اور

## انسان خیر کا محتاج ہے

اگر اسے اللہ تعالیٰ کی طرف سے خیر نہ ملے بلکہ اس سے غلام سا سلوک ہو تو اس دُنیا میں تو اس کا پیٹ بھر جائے گا مگر اس دُنیا میں بھوک کیسے دُور ہو گی یا مثلاً اس دُنیا میں سورج کی تپش ہے اگر ایسے ایک جھونپڑا مکان مل گیا تو وہ اس تپش سے محفوظ ہو جائے گا لیکن اُس دُنیا میں جہنم کی آگ سے اسے کون بچائے گا۔ اس دُنیا میں اسے کوئی بیماری ہوتی تو کسی حکیم نے اسے کون بچائے گا۔ اس دنیا میں اسے کوئی بیماری ہوئی تو کسی حکیم نے اُسے روپیہ کی دوائی دے دی یا کسی ڈاکٹر نے دو ہزار روپیہ کی دوائی دے دی اور اُسے آرام آگیا۔ یہ درست ہے لیکن اس دُنیا میں جہنم میں جو بیماری ظاہر ہو گی جسم میں پیپ پڑی ہوئی ہو گی کسی کو کوڑھ ہوا ہوا ہو گا۔ کسی کو فالج ہو گا اور کسی کو پتہ نہیں کونسی بیماری ہو۔ روحانی طور پر جو اس کی یہاں حالت تھی وہ وہاں ظاہر ہو رہی ہو گی۔ وہاں کون ڈاکٹر اس کے علاج کے لئے آئے گا۔

پس انسان کو ہر کام کے لئے اللہ تعالیٰ کی احتیاج ہے اور ہمیں ہر قسم کی قربانیاں اس کی راہ میں دینی چاہئیں۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے جماعتِ احمدیہ پر (مجھ پر بھی اور آپ پر بھی) بڑا فضل کیا ہے اور ہمیں توفیق عطا کی ہے کہ ہم اس کے مسیح موعود پر ایمان لائیں اور اس کی راہ میں اس نیت سے قربانیاں دیں کہ اس کی رضا ہمیں حاصل ہو اور دُنیا میں اسلام غالب آجائے۔ اس وقت غلبۂ اسلام کے راستہ میں جتنی ضرورتیں بھی پیش آتی ہیں وہ آپ لوگوں نے ہی پوری کرنی ہیں۔ اگر آپ ان ضرورتوں کو پورا نہیں کریں گے تو ٹکڑے ہو کر یہ تقریریں کرنا کہ اسلام کا غلبہ مقدر ہو چکا ہے اور اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے گا کہ ہمارے ذریعہ سے غالب تو کرے گا لیکن اگر ہم بحیثیت جماعت خلقِ جدید کے مستحق نہیں ٹھہریں گے تو دُنیا میں کسی اور قوم میں خلقِ جدید کا نظارہ نظر آئے گا۔ اسلام تو بہرحال غالب آئے گا لیکن کیوں نہ وہ ہمارے ہاتھ سے غالب آئے۔ کیوں غیر۔ اللہ کے فضلوں کے وارث بنیں اور ہم محروم رہ جائیں۔

**ہمیں کوشش کرنی چاہیئے**

کہ ہم بھی اور ہمارے بعد میں آنے والی نسلیں بھی اور وہ لوگ بھی جو ہمارے ساتھ بعد میں آکر شامل ہوں گے سارے

۴

۴ ہی خدا کے فضلوں کے وارث بنیں۔ اور اس کے انعامات کے مستحق ٹھہریں پس بخل کو دل سے نکال دینا چاہیئے۔ اور اس یقین کامل کے ساتھ نکال دینا چاہیئے کہ خدا کی راہ میں بخل دکھانا جہنم کو مول لینا ہے اور اس سے زیادہ شر کوئی نہیں۔ غرض اگر ہم خیر چاہتے ہیں تو ہمیں دل سے بخل نکالنا پڑیگا اور خدا تعالیٰ کے دربار میں کھڑے ہو کر یہ کہنا پڑے گا کہ اے خدا سب کچھ تُو نے ہی ہمیں دیا ہے ہم سے جتنا تُو چاہتا ہے لے لے۔ ہم جانتے ہیں کہ زمین و آسمان کی میراث تیری ہی ہے۔ سب کچھ تیرا ہے۔ تو ہمارا امتحان لیتا ہے آزماتا ہے اور تُو ہم سے یہ چاہتا ہے کہ ہم ان چیزوں کو جو تیرے فضل نے ہمیں دی تھیں تیرے حضور (اگر ساری کی ساری دینے کا حکم ہو) یا کچھ (اگر دینے کا حکم ہو) پیش کر دیں۔ سو ہم یہ چیزیں اس یقین پر اور اس دعا کے ساتھ پیش کر رہے ہیں کہ تُو ہم پر رحم کرے اور اپنی دینی اور دنیوی نعمتوں سے ہمیں نوازے اور اس دُنیا میں بھی تیری رضا کی نظر ہم پر رہے اور اُس دُنیا میں بھی ہم تیری رضا حاصل کرنے والے ہوں۔

(الفضل ۲۶ر اخاء ۱۳۴۹ ہش)

# ایبٹ آباد میں

# حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ کی اہم دینی مصروفیات

## جماعت کو صحابہؓ کے نقشِ قدم پر چلنے اور خدا کی راہ میں جان و مال پیش کرنے کا ارشاد

### * مکرم صاحبزادہ مرزا انس احمد صاحب کی انگلستان کو روانگی * اجتماعی اور انفرادی ملاقاتیں

ایبٹ آباد ۱۱ر ظہور ۱۳۴۹ ہش سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے۔ الحمدللہ ربوہ میں ایک ہفتہ تک قیام فرمانے کے بعد سیدنا حضور ایدہ اللہ بنصرہ مع حضرت بیگم صاحبہ مدظلہا مورخہ ۷ر ظہور صبح ساڑھے چھ بجے ربوہ سے روانہ ہوئے تھے۔ محترم ڈاکٹر صاحبزادہ مرزا منور احمد صاحب مع بیگم صاحبہ و صاحبزادگان۔ صاحبزادہ مرزا لقمان احمد صاحب سلمہ اللہ کے علاوہ محترم چوہدری ظہور احمد صاحب باجوہ پرائیویٹ سیکرٹری بھی حضور کے ہمراہ تھے راستے میں آپ نے اس دفعہ بھی جابہ کے قریب ثقافی ریسٹ ہاؤس میں ناشتہ کرنے کے لئے قریباً پون گھنٹہ توقف فرمایا۔ پھر ساڑھے بارہ بجے کے قریب حسن ابدال پہنچنے پر حضور کچھ دیر سستانے کے لئے یہاں ایک ریسٹ ہاؤس میں ٹھہر گئے۔ یہیں آپ نے دوپہر کا کھانا تناول فرمایا اور گھنٹہ ڈیڑھ گھنٹہ آرام فرمانے کے بعد یہاں سے روانہ ہو کر سوا تین بجے بخیرو عافیت ایبٹ آباد میں رونق افروز ہوئے۔

اگلے روز حضور کی طبیعت بعارضہ پیچش ناساز رہی۔ جمعہ کی نماز حضور نے اپنی قیامگاہ پر پڑھائی۔ چونکہ اس وقت تک حضور کی طبیعت پوری طرح ٹھیک نہیں ہوئی تھی۔ ابھی کمزوری باقی تھی۔ اسلئے آپ نے اپنے مختصر خطبہ جمعہ میں ایمان کی حقیقت اور اس پر پختگی سے قائم رہنے کی اہمیت پر روشنی ڈالی۔ حضور نے چند مثالیں دے کر بتایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضوان اللہ علیہم کس قدر مضبوط ایمان اور اعلیٰ کردار کے مالک تھے۔ ان کی پختگی ایمان اور جان نثاری کا یہ عالم تھا کہ بسا اوقات ایسا بھی ہوا کہ جب خطرناک جنگ کا سامنا ہوتا تو صرف ایک صحابی دیوانہ وار آگے بڑھتے اور جنگ کا پانسہ پلٹ کر رکھ دیتے تھے۔ حضور نے فرمایا اسلام کو ساری دُنیا پر غالب کرنے کا جو عظیم الشان کام ہمارے سپرد کیا گیا ہے اس میں کامیابی صرف اسی صورت میں ممکن ہے کہ ہم بھی اپنے اندر اسی قسم کا ایمان اور ایمان میں اسی قسم کی پختگی اور خدا کی راہ میں اسی قسم کی قربانی کا جذبہ اور جاں نثاری کی روح پیدا کریں جو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کی زندگیوں میں نظر آتی ہے۔ جمعہ اور عصر کی نمازیں حضور نے جمع کر کے پڑھائیں۔ مقامی جماعت کے دوستوں کے علاوہ کئی باہر سے تشریف لانے والے دوست بھی نمازوں میں شامل ہوئے

مورخہ ۸ر ظہور مغرب کی نماز کے بعد حضور ایدہ اللہ بنصرہ نے قریباً نصف گھنٹہ تک احباب میں رونق افروز رہ کر انہیں اپنے ارشاداتِ عالیہ سے مستفیض فرمایا حضور نے اس مجلسِ علم و عرفان کے آغاز میں فرمایا۔ اس کارخانۂ عالم کی چھوٹی سے چھوٹی چیز میں بھی اللہ تعالیٰ کی قدرت نظر آتی ہے۔ مثلاً شہد کی مکھی ہے۔ اس کا جتنا اپنا وزن ہے یہ اُس سے مجموعی طور پر اڑھائی گنا زیادہ انڈے روزانہ دیتی ہے۔ اور پھر یہ جو شہد بناتی ہے اسکے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے فِيهِ شِفَاءٌ لِّلنَّاسِ یعنی اس میں اللہ تعالیٰ نے ہر بیماری کے لئے خواہ انسان کو اس کا علم ہو یا نہ ہو شفا رکھی ہے۔ فرمایا مختلف پھولوں کی مختلف خوشبو اور تاثیر ہوتی ہے۔ اور یہ عجیب بات ہے کہ قریباً قریباً یہی خوشبو اور تاثیر شہد میں پائی جاتی ہے۔ مثلاً املتاس کے پھولوں سے بنے ہوئے شہد میں بہترین جلاب کی تاثیر ہے۔ اور اگر شہد کی مکھی نیم کے پھولوں سے شہد بنائے اس میں مٹھاس کے ساتھ کڑواہٹ بھی ہوتی ہے۔ گلاب ڈینیا کے پھول کو سونگھنے سے چکر آنے لگتے ہیں۔ ان پھولوں کے شہد سے بھی اسی قسم کی خوشبو آتی ہے۔ فرمایا اسی طرح ہر چیز میں خدا کی شان جلوہ گر ہے۔ مگر پھر بھی لوگ اس صانعِ عالم اور خدائے رحیم و کریم کو بھول جاتے ہیں۔

اسی روز ایک غیر از جماعت دوست بھی موجود تھے ان کے سوال پر کہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے کی صورت میں اب کوئی دوسرا نبی کیسے آسکتا ہے؟ فرمایا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تو بعض روایت [illegible] درایت ہر دو اعتبار سے مستند احادیث [illegible]

حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش سے بھی پہلے خاتم الانبیاء کے اس منصب عظیم سے سرفراز تھے۔ چنانچہ کم و بیش ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء علیہم السلام جو ایک مرتبہ براہِ راست مقامِ نبوت پر فائز ہوتے رہے مگر بباطن اسی سلسلہ کی مختلف کڑیاں تھیں جو بالآخر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وجودِ باجود میں اپنے کمال کو پہنچا۔ اگر ان کے آنے سے آپ کی شانِ ختمیت پر کوئی حرف نہیں آتا۔ کیونکہ وہ سب کے سب آپ ہی کے روحانی کمالات کا پرتو تھے تو آپ کے بعد میں آنے والا جو آپ کا ایک عاشق صادق کامل متبع اور عظیم روحانی فرزند تھا اور جس کا دعویٰ یہ تھا کہ مجھے جو کچھ ملا ہے وہ میرے سید و مولا حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے افاضہ کمال کا نتیجہ ہے اس کے آنے پر بھی اعتراض نہیں ہونا چاہیئے۔

سیدنا حضور ایدہ اللہ بنصرہ نے قرآن کریم کی آیات کریمہ "اُوْتُوْا نَصِيْبًا مِّنَ الْكِتٰبِ" (آل عمران) اور "يَحْكُمُ بِهَا النَّبِيُّوْنَ" (المائدہ) کی رو سے تشریعی اور غیر تشریعی انبیاء میں فرق بیان کرنے کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے غیر تشریعی اور اُمتی نبی ہونے کے دعویٰ پر بصیرت افروز پیرایہ میں روشنی ڈالی۔ اسی ضمن میں آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ قرآن کریم کی شکل میں ایک کامل کتاب اور مکمل شریعت نازل فرمائی۔ مسلمانوں نے قرونِ اولیٰ میں اس پر عمل پیرا ہو کر روحانی اور دنیوی لحاظ سے جو ترقی کی وہ محتاجِ بیان نہیں۔ مگر رفتہ رفتہ جب انہوں نے اسے پڑھنا، سمجھنا اور اس پر عمل کرنا چھوڑ دیا اور اسے گھروں میں محض طاقچوں کی زینت بنا دیا اور پھر نوبت یہاں تک پہنچی کہ بعض حلقوں میں بعض من گھڑت خیالات کی بناء پر اسے گھروں میں رکھنا بھی منحوس جب تکلیف قرار دے دیا تو قرآن کریم سے بچنے کی جو بھی اور یہ دوری "یٰرَبِّ اِنَّ قَوْمِی اتَّخَذُوْا هٰذَا الْقُرْاٰنَ مَهْجُوْرًا" کی مصداق بن کر رہ گئی۔ چنانچہ ایسے وقت میں اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مبعوث فرمایا۔ آپ نے اللہ تعالیٰ سے وحی و الہام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل اتباع میں ایک طرف بدلائل مخالفین کا منہ بند کیا تو دوسری طرف زمانہ کی ضرورتوں کے مطابق اس کی نہایت [illegible] اور دلنشیں تشریح و توضیح فرما کر اس کی عظمت کو چار چاند لگا دیئے۔

آپ نے فرمایا۔ جہاں تک اس بات کا سوال ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے پہلے اُمتِ مسلمہ میں نبی کیوں نہیں آئے تو تاریخی حقائق ہمارے سامنے ہیں اُمتِ مسلمہ میں لاکھوں، کروڑوں اولیاء اللہ پیدا ہوتے رہے جنہوں نے اللہ تعالیٰ سے توفیق پا کر اپنے اپنے وقت میں حتی المقدور اسلام کے بیش بہا خدمات بھی انجام دیں (رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین) مگر ان میں سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا سلام پہنچانے کے لئے صرف ایک کو منتخب فرمایا جو آپ کا کامل متبع یعنی مہدیٔ معہود اور مسیح موعود ہے۔ جس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کی [illegible] توحید اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت اور جلال کا قیام اور ادیانِ باطلہ پر اسلام کا غلبہ مقدر ہے۔

حضور نے فرمایا کہ جب قرآن اور واقعات اور اللہ تعالیٰ کی بارش کی طرح نازل ہونے والے فضلوں نے یہ ثابت کر دیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہی وہ مہدی معہود ہیں جن پر سلام پہنچانے کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تاکید فرمائی ہے تو پھر آقائے دو عالم حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ محبت و عقیدت کا دعویٰ اس بات کا بھی متقاضی ہے کہ آپ کے اس مبارک ارشاد کو ہرگز رائیگاں نہ جانے دیا جائے۔

حضور نے چند سوالوں کے بھی بڑی خندہ پیشانی اور بے تکلفی سے نہایت مدلل رنگ میں جواب دیئے اور بالآخر اپنے دستِ مبارک سے انہیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بیان فرمودہ قرآنی انوار اور روحانی شہ پاروں پر مشتمل تفسیر سورۃ فاتحہ کا ایک نسخہ بھی مرحمت فرمایا

---

مورخہ ۹ ظہور (اگست) سیدنا حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ سے ملاقات کا شرف حاصل کرنے کے لئے مقامی جماعت کے علاوہ پشاور، اسلام آباد، راولپنڈی، جہلم، لاہور، سرگودھا، ربوہ، لیہ، مظفر گڑھ اور واہ سے بھی احباب کثیر تعداد میں تشریف لائے ہوئے تھے۔ حضور نے ازراہِ شفقت دس بجے سے ڈیڑھ بجے تک احباب کو انفرادی طور پر ملاقات کا موقعہ عطا فرمایا۔ اور پھر ڈیڑھ بجے سے دو بجے تک واہ کی جماعت کے قریباً ۱۵ - ۲۰ احباب کو محترم مولانا چراغ الدین صاحب مربی سلسلہ کی سرکردگی میں حضور سے اجتماعی طور پر ملاقات کرنے کی سعادت ملی۔ اس موقعہ پر حضور پُر نور نے حضرت مسیح علیہ السلام کی تعلیمات کی روشنی میں جماعتی اتحاد و اتفاق اور احمدیت کی تبلیغ و اشاعت کی برکت اور اہمیت بیان فرمائی۔

مغربی افریقہ کے دورہ کے ذکر پر فرمایا۔ میں نے مغربی افریقہ میں اللہ تعالیٰ کی قدرت اور اس کے حقیقی حسن کے بیشمار نظارے دیکھے ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کی شان ہے کہ اس کا پیار اور اس کے فضلوں کی نوازش رنگ و نسل کے امتیاز سے بالا ہے۔ حضور نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کی جو بے شمار رحمتیں اور فضل اور نشان آئے روز احمدیت کی صداقت میں نازل ہو رہے ہیں ان سے دینی اور دنیوی لحاظ سے کما حقہٗ بہرہ ور رہنے کی یہی صورت ہے کہ ہم سب اللہ تعالیٰ کی راہ میں جان و مال کی قربانیاں پیش کرتے چلے جائیں۔

فرمایا۔ میں نے اپنے افریقن بھائیوں کو اس سلسلہ میں بڑا ہی مستعد اور مخلص پایا ہے۔ اسلئے یہ بعید نہیں کہ وہ روحانی اور دنیوی ترقیات میں ہم سے بھی آگے نکل جائیں۔ آپ نے یہ نصیحت بھی فرمائی کہ انسان کو ہر حال میں اللہ تعالیٰ سے لَو لگانی چاہیئے۔ کیونکہ حقیقی عزت اور ابدی مسرت کا راز اللہ تعالیٰ کی رضا اور اس کی خوشنودی کے حصول میں پنہاں ہے یہ دُنیا دل لگانے کی جگہ نہیں ہے۔ اس دُنیا کی عزتیں تو سراسر عارضی اور غیر یقینی ہیں۔ یہ دُنیا جسے آج آسمان پر بٹھاتی اور اس کی تعریف میں زمین و آسمان کے قلابے ملاتی ہے مگر دوسرے ہی دن چشمِ فلک یہ دیکھ کر حیران رہ جاتی ہے کہ یہی دنیا انسانی شرافت کے تمام اصول بالائے طاق رکھتے ہوئے اس کی تذلیل اور تحقیر میں کوئی کسر اُٹھا نہیں رکھتی۔

اس روز مغرب کی نماز کے بعد بھی حضور تھوڑی دیر تک احباب میں تشریف فرما رہے اور مختلف موضوعات پر احباب سے گفتگو فرماتے رہے۔

---

مورخہ ۱۰ ظہور۔ محترم صاحبزادہ مرزا انس احمد صاحب ایم۔اے جو گزشتہ چند دنوں سے ایبٹ آباد میں مقیم تھے تکمیل تعلیم کے لئے آج راولپنڈی سے بذریعہ ہوائی جہاز عازمِ انگلستان ہونے والے تھے۔ سیدنا حضور ایدہ اللہ بنصرہ مع حضرت بیگم صاحبہ مدظلہا اپنے لختِ جگر کو اپنی دعاؤں اور نیک تمناؤں کے ساتھ الوداع کرنے کے لئے آج صبح فجر کے معاً بعد راولپنڈی تشریف لے گئے۔ محترم ڈاکٹر صاحبزادہ مرزا منور احمد صاحب، حضور کے دونوں چھوٹے صاحبزادے مرزا فرید احمد صاحب سلمہ اللہ اور مرزا لقمان احمد صاحب سلمہ اللہ کے علاوہ محترم چوہدری ظہور احمد صاحب باجوہ پرائیویٹ سیکرٹری بھی حضور کے ہمرکاب تھے۔ راولپنڈی پہنچنے پر حضور محترم میجر سید مقبول احمد صاحب نائب امیر جماعت احمدیہ راولپنڈی کی کوٹھی "بیت السلام" میں فروکش ہوئے۔ اور یہیں حضور کے ساتھ دیگر احباب قافلہ نے ناشتہ کیا۔ یہاں سے فارغ ہو کر حضور ساڑھے آٹھ بجے ہوائی مستقر پر تشریف لے گئے۔ جہاں آپ دیگر احباب کے ساتھ ہوائی جہاز کے پرواز کر جانے تک قیام فرما رہے۔ ہوائی جہاز نے ساڑھے نو بجے پرواز کرنی تھی۔ چنانچہ محترم صاحبزادہ مرزا انس احمد صاحب سلمہ اللہ کے جہاز میں سوار ہونے سے قبل حضور نے ان کے بخیریت لندن پہنچنے اور اس سفر کو ہر لحاظ سے موجب برکت اور مثمر ثمراتِ حسنہ ہونے کے لئے حاضرین سمیت دعا کر وائی اور خوشی خوشی رخصت فرمایا۔

اس سے قبل حضور نے ایک بجرا تو کل بعد دوپہر ایبٹ آباد میں اور دوسرا آج محترم میجر صاحب کی کوٹھی سے ایئر پورٹ جانے سے قبل راولپنڈی میں صدقۃً دیا۔

حضور ایدہ اللہ مع قافلہ ایئرپورٹ سے ایبٹ آباد کے لئے روانہ ہوئے اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے سوا ایک بجے واپس ایبٹ آباد تشریف لے آئے۔

احباب جماعت بھی دعا کریں اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے محترم صاحبزادہ صاحب موصوف کو سفر و حضر میں اپنی حفظ و امان میں رکھے اور تکمیل تعلیم کے بعد انہیں بخیریت واپس پہنچنے کی توفیق عطا فرمائے۔

---

## تحریکِ دعائے خاص

محترم حضرت صاحبزادہ مرزا عزیز احمد صاحب ناظر اعلیٰ صدر انجمن احمدیہ ربوہ کی طبیعت ۲۴ ظہور کی درمیانی شب کو اچانک تشویشناک حد تک ناساز ہوگئی۔ گو اب کافی افاقہ ہے تاہم صحتِ کاملہ و عاجلہ کے لئے خصوصی دعا کی درخواست ہے۔

ایڈیٹر

# حضرت مسیح علیہ السلام کی ہجرت از فلسطین آمد کشمیر اور وفات و تدفین

## ہجرت مسیح از فلسطین اور آمد کشمیر

حضرات! اب میں اپنی تقریر میں ایک اور اہم پہلو کا بھی ذکر کرنا چاہتا ہوں جو حضرت مسیحؑ کی ہجرت از فلسطین اور آمد در کشمیر سے متعلق ہے۔ قرآن کریم سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح ناصری علیہ السلام سے یہود نامسعود کے ناپاک منصوبوں کے پیش نظر وعدہ فرمایا تھا۔ "اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ وَرَافِعُکَ اِلَیَّ" (آل عمران ع۶) کہ اے عیسیٰ! میں تجھے طبعی طور پر وفات دوں گا۔ اور تجھے اپنے حضور عزت بخشوں گا۔ یعنی تیرے مخالف تجھے قتل کرنے کے منصوبہ میں کامیاب نہ ہوسکیں گے۔ چنانچہ اناجیل کو اگر تاریخی حیثیت سے دیکھا جائے۔ تو اس سے اتنا ضرور ثابت ہے۔ کہ حضرت مسیحؑ کو صلیب پر ضرور چڑھایا گیا۔ مگر جیسا کہ میں پہلے بیان کر چکا ہوں۔ حضرت مسیح ناصریؑ صلیب پہ فوت نہیں ہوئے تھے بلکہ عالم بے ہوشی میں اُن کو زندہ ہی اُتار لیا گیا۔ پھر آپ نے فلسطین سے ہجرت کی تاکہ بنی اسرائیل کے باقی قبائل کو حق کا پیغام پہنچائیں۔ جنہیں بخت نصر نے فلسطین سے جلاوطن کر دیا تھا اور وہ فلسطین کے مشرقی ممالک میں دور دور تک جاکر آباد ہو گئے تھے۔ چنانچہ حضرت مسیحؑ نے فرمایا تھا:-

"میری اور بھی بھیڑیں ہیں۔ جو اس بھیڑ خانہ کی نہیں۔ ضرور ہے کہ انہیں بھی لاؤں۔ وہ میری آواز سنیں گی۔ اور ایک ہی گلہ ہوگا اور ایک ہی گلہ بان۔"

(یوحنا ۱۰/۱۶)

اس ... مطابق حضرت مسیحؑ ان قبائل ... ہو گئے۔ ایران۔ افغانستان ... ہوتے ہوئے ... بنارس۔ نیپال اور تبت کا دورہ کرتے ہوئے بالآخر کشمیر میں مقیم ہو گئے۔ قرآن مجید نے بھی اس ... پناہ کا ان الفاظ میں ذکر فرمایا ہے وجعلنا ابن مریم وامہ

آیۃ واوینٰھما الیٰ ربوۃٍ ذات قرارٍ و معین۔ (المومنون ع۳)

کہ ہم نے ابن مریم اور اُس کی ماں کو ایک نشان بنایا۔ اور ہم نے ان دونوں کو ایک اونچی جگہ پہ پناہ دی۔ جو ٹھہرنے کے قابل اور بہتے ہوئے پانیوں والی ہے۔ ایسی اونچی جگہ جو چشموں والی اور امن و قرار والی جگہ ہو وہ سوائے دمشق و فلسطین میں کہیں نہیں۔ یہ صرف کشمیر جنت نظیر ہی ہے۔ خود کشمیر کا لفظ بھی ک+اشیر کا مرکب ہے یعنی شام کی طرح۔ شام کو انگریزی میں Assyria کہتے ہیں۔

حدیث نبی صلعم کے مطابق حضرت مسیحؑ نے ۱۲۰ سال کی عمر پائی (کنز العمال جلد ۱ صفحہ ۱۲۰) اور اب سرینگر کے محلہ خانیار میں آپ کا مزار موجود ہے جس کا ذکر پہلے بھی کر آیا ہوں۔

### حضرت مسیحؑ کی آمد کشمیر کے تاریخی ثبوت

حضرت مسیح ناصری علیہ السلام واقعہ صلیب کے بعد فلسطین سے ہجرت کر کے مختلف ممالک کی سیاحت کرتے ہوئے بالآخر کشمیر آکر مقیم ہوئے۔ اس کا ثبوت مختلف تاریخی دستاویزات سے ملتا ہے۔ چنانچہ

۱۔ پنڈت جواہر لال نہرو وزیر اعظم اپنی کتاب Glimpses of World History p. 84 میں لکھتے ہیں:-

"تمام وسطی ایشیا۔ کشمیر۔ لداخ اور تبت اور اسی طرح اس سے شمالی علاقوں میں اب بھی یہ عقیدہ پایا جاتا ہے کہ یسوع یا عیسیٰ نے ان علاقوں میں سفر اختیار کیا۔"

(صفحہ ۸۴)

۲۔ سر فرانسس ینگ ہسبنڈ جو کشمیر میں برطانیہ کے ریزیڈنٹ تھے اپنی تصنیف کشمیر میں لکھتے ہیں:-

"تقریباً ۱۹۰۰ برس گذرے کہ کشمیر میں ایک مقدس ہستی رہتی تھی جس کا نام یوز آصف تھا۔ جس کے وعظ عموماً تمثیلوں میں ہوا کرتے تھے اُن میں اکثر تمثیل وہی ہیں۔ جو حضرت مسیح اپنے وعظ میں بیان کیا کرتے تھے۔ مثلاً ایک بیج بونے والے کی تمثیل۔ اس کی قبر سرینگر میں ہے۔" (کشمیر صفحہ ۱۱۲)

### ۳۔ ملا نادری مصنف "تاریخ کشمیر قلمی"

ایک مسلمان محقق ملا نادری نے آج سے ۶۰۰ برس پہلے ایک تاریخ "کشمیر" فارسی زبان میں لکھی۔ اس کا قلمی نسخہ موجود ہے۔ یہ ایک قدیم اور مستند تاریخ ہے۔ اس قلمی نسخہ کے صفحہ ۶۹ پر واضح ذکر ہے کہ مسیح جنہیں یوز آسف کہتے ہیں۔ وہ بیت المقدس سے یہاں آئے اور اسرائیلی نبی ہیں۔ چنانچہ لکھا ہے:-

"راجہ اکھ کے معزول ہونے کے بعد اُس کا بیٹا راجہ گوپانند (گوپادت) حکمران ہوا۔ اُس کے عہد حکومت میں بہت سے مندر تعمیر ہوئے۔ کوہ سلیمان کی چوٹی پر ایک شکستہ گنبد تھا۔ راجہ نے اس کی تعمیر کے لئے اپنے وزیروں میں سے ایک شخص سلیمان نامی کو جو فارس سے آیا تھا مقرر کیا ہندوؤں نے اعتراض کیا۔ کہ یہ بیچھ ہے۔ اس وقت حضرت یوز آسف بیت المقدس سے وادی اقدس (کشمیر) کی جانب مرفوع ہوئے اور آپ نے پیغمبری کا دعویٰ کیا۔ شب و روز عبادت الٰہی میں مشغول تھے۔ اور تقویٰ و پارسائی کے اعلیٰ درجہ کو پہنچ کر خود کو اہل کشمیر کی رسالت کے لئے مبعوث قرار دیا۔ اور دعوت خلائق میں مشغول تھے چونکہ خطہ کشمیر کے اکثر لوگ آنحضرت (یوز آسف) کے ... تھے۔ راجہ گوپادت نے ہندوؤں کا اعتراض اُن کے سامنے پیش کیا۔ اور آنحضرت کے حکم سے سلیمان نے جسے ہندوؤں نے سندیمان کا نام دیا گنبد مذکور کی تکمیل کی (سنہ ۵۴ تھا) اس نے گنبد کی سیڑھی پر لکھا۔ کہ اس وقت یوز آسف نے دعویٰ پیغمبری کیا ہے اور دوسری سیڑھی کے پتھر پر لکھا۔ کہ آپ بنی اسرائیل کے پیغمبر یسوع ہیں۔

(مصنف لکھتا ہے) کہ میں نے ہندوؤں کی کتاب میں دیکھا ہے کہ آنحضرت (یوز آسف) بعینہ حضرت عیسیٰ روح اللہ علیٰ نبینا علیہ الصلوٰۃ تھے۔ آپ نے یوز آسف کا نام بھی اختیار کیا ہوا تھا۔ والعلم عند اللہ۔ آپ نے اپنی عمر اسی جگہ بسر کی اور وفات کے بعد محلہ انزمرہ (سرینگر) میں دفن ہوئے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ آنحضرت کے روضہ سے انوار نبوت جلوہ گر ہوتے ہیں راجہ گوپادت نے ساٹھ سال دو ماہ حکومت کرنے کے بعد انتقال کیا۔" (ترجمہ تاریخ کشمیر قلمی صفحہ ۶۹)

(ب) اسی طرح تاریخ اعظمی میں جو دو سو سال قبل لکھی گئی میں قبر مسیح سرینگر کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے۔ کہ

"اس قبر کے متعلق عام طور پر کہا جاتا ہے کہ یہ ایک نبی کی قبر ہے۔ وہ ایک شہزادہ تھا۔ جو غیر ملک سے آیا۔ جو اپنی نیکی اور تقویٰ اور خدا ترسی ... وہ خدا تعالیٰ کی طرف سے نبی تھا اور کشمیر کے لوگوں کی تبلیغ میں مصروف رہا۔ اس کا نام یوز آسف تھا۔"

### ۴۔ بھوشیہ مہا پران میں مسیح کی کشمیر میں آمد کا ذکر

ہندوؤں کی ایک مقدس ...

کتاب بھوشیہ مہا پران ہے۔ جو ہندوؤں کے مقدس پرانوں میں ایک پران ہے۔ یہ کتاب ۱۱۵ء میں تصنیف ہوئی۔ اور ۱۹۱۰ء میں بمبئی سے شری پرتاب سنگھ مہاراجہ کشمیر کے حکم سے شائع ہوئی۔ اس کا ترجمہ ڈاکٹر شیو ناتھ شاستری ہندو نے ... سے کروایا گیا ہے۔ اس میں لکھا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ملاقات راجہ شالباہن سے وین مقام پر ہوئی۔ چنانچہ لکھا ہے کہ

"ایک دن راجہ شالباہن ..."

پہاڑ کے ایک ملک میں گیا۔ وہاں اُس نے سیاکا قوم کے ایک راجہ کو "وین" مقام پر دیکھا۔ وہ خوبصورت رنگ کا تھا سفید کپڑے پہنے تھے۔ شالباہن نے اُس سے پوچھا آپ کون ہیں؟ اُس نے جواب دیا۔ کہ میں یوسا شافت (یوز آسف) ہوں۔ ایک کنواری کے بطن سے میری پیدائش ہوئی (راجہ شالباہن کے حیران ہونے پر) اُس نے کہا۔ میں نے جو کہا ہے سچ ہے اور میں مذہب کو پاک و صاف کرنے آیا ہوں۔ راجہ نے اُس سے پوچھا۔ آپ کون سا مذہب رکھتے ہیں؟ اُس نے جواب دیا۔

اے راجا! جب صداقت معدوم ہوگئی۔ اور ملیچھوں کے ملک (ہندوستان سے باہر کسی ملک) میں حدود شریعت قائم نہ رہے تو میں وہاں مبعوث ہوا۔ میرے کام کے ذریعہ جب گنہگاروں اور ظالموں کو تکلیف پہنچی۔ تو اُن کے ہاتھوں سے میں نے بھی تکلیفیں اُٹھائیں۔ راجہ نے اُس سے پھر پوچھا کہ آپ کا مذہب کیا ہے؟ اُس نے جواب دیا۔

میرا مذہب محبت۔ صداقت اور تزکیہ قلوب پر مبنی ہے اور یہی وجہ ہے کہ "میرا نام عیسیٰ مسیح" رکھا گیا۔ اس کے بعد راجہ [illegible] آداب و تسلیمات بجالایا۔ اور واپس ہوا۔

(دیکھو بھوشیہ مہا پُران صفحہ ۲۸۰ پرت ۳۔ ادھیائے ۲ شلوک ۲۱ تا ۳۱)

یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ قدیم زمانہ میں جو قبائل باہر سے ہندوستان آئے۔ اُنہیں ہندو لٹریچر میں "اندو ساکا" یا اندو سیتھین کا نام دیا گیا۔ بھوشیہ پُران میں "ساکا" قوم سے مراد بنی اسرائیل ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پیغمبر ہونے کی وجہ سے اُن کے سردار تھے۔ ان سے ہی راجہ شالباہن کی ملاقات و گفتگو ہوئی ہے۔

## ۵۔ شیعہ فرقہ کی کتب میں مسیح کی آمد کشمیر کا ذکر

شیعہ فرقہ کے قدیم لٹریچر میں بھی حضرت مسیحؑ کی آمد کشمیر کا ذکر ہے۔ چنانچہ کتاب "اکمال الدین" مصنفہ شیخ سعید الصادق میں بھی اُن کا ذکر ہے۔ یہ کتاب ایک ہزار سال پرانی ہے ۱۲۸۲ھ میں ایران سے شائع ہوئی اس کا مصنف سنہ [illegible] میں فوت ہوگیا تھا اس کتاب میں مصنف نے حضرت مسیحؑ کے سفر لنکا کے بعد کشمیر پر روانہ ہونے اور وفات پانے کا ذکر کیا ہے لکھا ہے۔

"یوز آسف پھرتے پھرتے اس ملک میں پہنچے جسے کشمیر کہتے ہیں اور اس ملک کے طول و عرض میں پھرتے رہے۔ اور اپنی باقی زندگی وہیں گذار دی۔ یہاں تک کہ وفات پا گئے۔ انہوں نے مادی جسم چھوڑ کر نور اعلیٰ کی طرف پرواز کی۔ مگر اپنی وفات سے پہلے اپنے ایک حواری "بعباد" کو نام لے کر بلایا۔ جو اُن کی خدمت کیا کرتا تھا۔ اور آپ کے تمام معاملات میں دخیل تھا اُنہوں نے اس پر ظاہر کیا۔ کہ اُن کا اس دُنیا سے رُخصت ہونے کا وقت آچکا ہے۔ دیکھو اپنے فرائض انجام دیتے رہنا اور سچائی سے مُنہ نہ پھیرنا اور باقاعدہ نماز پڑھتے رہنا۔ تب بعباد کو اُنہوں نے کہا۔ کہ اُن کے اوپر ایک قبر بنا دی جائے تب اُنہوں نے اپنے پیر مغرب کی طرف پھیلائے اور سر مشرق کی طرف کیا۔ اور فوت ہو گئے خدا اُن پر رحمت کرے"۔

اسی طرح تفسیر حقی صفحہ ۲۴۶۔ تفسیر عمدۃ البیان جلد ۲ صفحہ ۱۱۰۔ بحار الانوار جلد ۵ صفحہ ۳۲۵ سے ظاہر ہے کہ حضرت مسیح سرزمین کربلا میں بھی آئے۔ اور وہاں سے آگے چلے گئے۔

## ۶۔ اخبار BLITZ بلٹز بمبئی ۲۳ر دسمبر ۱۹۶۷ء کے میں شائع شدہ مضامین

بلٹز (بمبئی) کی اشاعت میں محلہ خانیار میں واقع مقبرہ کا فوٹو دے کر لکھا گیا ہے کہ

(۱) اس امر کے بھی بہت سے مذہبی اور تاریخی ثبوت پیش کئے گئے تھے کہ حضرت عیسیٰ نہ صرف ہندوستان تشریف لائے تھے۔ بلکہ اُنہوں نے داعی اجل کو بھی یہیں لبیک کہا تھا۔ اور اُن کی تدفین کشمیر میں عمل آئی تھی۔ کچھ زمینداروں کا بیان ہے کہ حضرت عیسےٰ کو صلیب سے بچا لیا گیا تھا۔ اور انہیں کشمیر میں پناہ دی گئی تھی۔ اور بعد کو کشمیر میں اُن کا انتقال ہوا تھا

(۲) یقین کیا جاچکا ہے۔ کہ اُن کا مقبرہ سرینگر کے محلہ خانیار میں اب بھی موجود ہے۔ اور اُسے یہاں عیسو صاحب۔ یوز آسف اور نبی صاحب کے مزار جیسے ناموں سے یاد کیا جاتا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ کشمیر کے بارہ مولا کا نام عیسیٰ کے بارہ ملاؤں یا شاگردوں کے نام پر رکھا گیا تھا۔ کچھ پرانے محفوظات کے مطابق یہ مقبرہ ایک ایسے شہزادے کا ہے جو غیر ملک سے آیا تھا۔ جس کی پاکیزگی نفس مکمل تھی۔ جو راست گو اور بلند نظر تھا۔ خدا تعالےٰ نے اُسے پیغمبر بنا لیا تھا۔

(۳) سرینگر میں واقع اس قدیم مقبرہ کو مقامی باشندے عیسو صاحب کے نام سے پکارتے ہیں۔ کچھ لوگوں کا یقین ہے کہ یہ حضرت عیسےٰ کی آخری آرامگاہ ہے۔" (بلٹز بمبئی ۲۳ر دسمبر ۱۹۶۷ء)

معزز حضرات! یہ نئے نئے انکشافات اور تاریخی دستاویزات اس امر کا روشن ثبوت ہیں۔ کہ انیسویں صدی کے آخر میں حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام نے خدا تعالےٰ سے علم پا کر جو اعلان فرمایا تھا کہ عیسائیوں اور عام مسلمانوں کے عقیدہ کے برعکس۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نہ آسمان پر زندہ ہیں اور نہ ہی اب دوبارہ آئیں گے۔ وہ بزعم عیسائی حضرات صلیب پر بھی فوت نہ ہوئے تھے۔ بلکہ زندہ اُتار لئے گئے تھے۔ پھر وہ فلسطین سے ہجرت کر کے بالآخر کشمیر آئے اور وہاں ہی طبعی وفات سے آپ نے انتقال فرمایا۔ اور خانیار سرینگر میں آپ کا مزار موجود ہے۔ یہ اعلان برحق تھا۔ اور ہے۔ اور ہر آنے والا دن حضرت بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السلام کے متذکرہ بالا دعویٰ کی تائید تصدیق میں کوئی نہ کوئی نیا انکشاف فراہم کرتا جارہا ہے۔ اور اس طرح آپ کی صداقت پر مُہر تصدیق ثبت کر رہا ہے۔ کہ آپ واقعی مامور ربانی اور مرسل یزدانی مسیح موعود اور کاسر صلیب ہیں۔

اب میں مناسب سمجھتا ہوں کہ اپنی تقریر کے آخر میں حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کی اُس عظیم الشان پیشگوئی کا ذکر کردوں جو نزول مسیح کے بارہ میں ہے۔ جو اُن عیسائیوں اور مسلمانوں کے لئے جو اب تک مسیحؑ کی آمد کے منتظر ہیں۔ ہمہ تذکرہ بلکہ تازیانہ عبرت ہے۔ چنانچہ آپ آج سے قریباً ۶۵ سال قبل پُرشوکت اور تحدیانہ الفاظ میں پیشگوئی فرماتے ہیں۔

(۱) "ہر ایک مخالف یقین رکھے کہ اپنے وقت پر وہ جان کندن کی حالت تک پہنچے گا۔ اور مرے گا۔ مگر حضرت عیسیٰ کو آسمان سے اُترتے نہیں دیکھے گا۔ یہ بھی میری ایک پیشگوئی ہے۔ جس کی سچائی کا ہر ایک مخالف اپنے مرنے کے وقت گواہ ہوگا۔ جس قدر مولوی اور مُلّاں ہیں۔ اور ہر ایک اہل عناد جو میرے مخالف کچھ لکھتا ہے۔ وہ سب یاد رکھیں۔ کہ اس امید سے وہ نامراد مریں گے کہ حضرت عیسیٰ کو آسمان سے اُترتے دیکھیں۔ وہ ہرگز اُن کو اُترتے نہیں دیکھیں گے۔ یہاں تک کہ بیمار ہو کر غرغرہ کی حالت تک پہنچ جائیں گے۔ اور نہایت تلخی سے اس دُنیا کو چھوڑیں گے۔ کیا یہ پیشگوئی نہیں؟ کیا وہ کہہ سکتے ہیں۔ کہ یہ پوری نہیں ہوگی ضرور پوری ہوگی۔ پھر اگر اُن کی اولاد ہوگی۔ تو وہ بھی یاد رکھیں کہ اسی طرح وہ بھی نامراد مریں گے اور کوئی شخص آسمان سے نہیں اُترے گا۔ اور اگر پھر اولاد کی اولاد ہوگی۔ تو وہ بھی اسی نامرادی سے حصہ لیں گے۔ اور کوئی ان میں سے حضرت عیسیٰ کو آسمان سے اُترتے نہیں دیکھے گا"۔ (ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ ۱۹۷)

نیز فرمایا:۔

(ب) "یاد رکھو کہ کوئی آسمان سے نہیں اُترے گا۔ ہمارے مخالف جو اب زندہ ہیں۔ وہ تمام مریں گے اور کوئی ان میں سے عیسیٰ بن مریم کو آسمان سے اُترتے نہیں دیکھے گا۔ اور پھر اُن کی اولاد جو باقی رہے گی وہ بھی مرے گی۔ اور اُن میں سے کوئی آدمی عیسیٰ بن مریم کو آسمان سے اُترتے نہیں دیکھے گا۔ اور پھر اولاد کی اولاد مرے گی۔ اور وہ بھی مریم کے بیٹے کو آسمان سے

(باقی صفحہ ۱۱ پر)

# جماعت قادیان و فریق لاہور کے بنیادی اختلافات کو سمجھنے کی

# آسان راہ!

از مکرم مولوی محمد ابراہیم صاحب فاضل قادیان نائب ناظر تالیف و تصنیف

اختلاف یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا مقام کیا ہے۔ آپ صرف ولی ہیں۔ یا ولی سے بڑھ کر نبی بھی۔ آپ صرف زمرۂ اولیاء میں شامل ہیں یا زمرۂ انبیاء میں بھی۔ جماعت قادیان اور فریق لاہور میں اتفاق ہے کہ "حضور کے الہامات میں بھی اور حضور کی اپنی تحریرات میں بھی ولی اور نبی، دونوں لفظ مستعمل ہوئے۔ مثلاً حضور کا ایک الہام ہے۔ زمین کہتی ہے یا ولی اللہ کنتُ لَا اَعرفُکَ۔ اس کے مقابل الہام کے یہ الفاظ ہیں یا نبی اللہ کنتُ لَا اَعرفُکَ"

"اسلئے اس بارے میں تو کوئی سچا احمدی اختلاف کر سکتا ہی نہیں کہ حضور کے لئے" الفاظ ولی اور نبی دونوں استعمال ہوتے ہیں۔"

"پس اس حقیقت کو تسلیم کرتے ہوئے جماعت ربوہ سے تعلق رکھنے والے احباب کا موقف یہ ہے کہ حضور کا اصل مقام تو زمرۂ انبیاء کا فرد ہونے کا ہی ہے اور ولی کا لفظ حضور کی شان میں محض اس لئے استعمال کیا گیا ہے کہ نبی ولی بھی ہوتا ہے۔"

کیونکہ بڑے درجے میں چھوٹا درجہ بھی آجاتا ہے جیسا کہ قرآن کریم میں انبیاء کے لئے صالح کا لفظ بھی آیا ہے۔

## فریق لاہور کا موقف

"یہ ہے کہ اصل مقام تو حضور کا یہ ہے کہ حضور جماعت اولیاء کے فرد ہیں۔" ہم بعض عبارتیں اہل پیغام یعنی فریق لاہور کے الفاظ میں دے رہے ہیں یہ کو رہا اختلاف۔ اب اگر کوئی شخص دیانتداری سے "حقیقت تک رسائی حاصل کرنا" چاہتا ہے اور "حضرت اقدس کے مقام کی اصلیت سے آگاہ ہونے کی تڑپ اپنے دل میں محسوس کرتا ہے"۔ تو اسے چاہیئے کہ اس اختلاف کا جائزہ لے۔ اور دیکھے کہ آیا حضور نے اپنے آپ کو زمرہ اولیاء میں داخل کیا ہے یا اس سے بڑھ کر زمرۂ انبیاء میں۔ "حضور کے تمام کا تعین ہو جانے سے باقی امور کا حل ہو جانا بالکل سہل ہے۔"

فریق لاہور کہتا ہے کہ حضور نے اپنے لئے لفظ نبی بحیثیت ولی ہونے کے استعمال کیا ہے"۔ اور "حضور نے اپنے آپ کو ہمیشہ زمرۂ اولیاء میں ہی شمار کیا ہے۔"

فریق لاہور یہ بھی لکھتا ہے کہ

"حضور نے بطور نص کے انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام کو ایک دوسرے کے بالمقابل دو الگ الگ جماعتیں قرار دیا ہے۔"

فریق لاہور لکھتا ہے کہ

"کھلے دل سے تعلق بالقطع ہو کر غور فرمائیں کہ کیا ...... اسلامی اصطلاح میں انبیاء اور اولیاء دو الگ الگ جماعتوں کے افراد ہیں؟"

اس پر ہمارا یہ سوال ہے کہ صرف ولی ہونے کی صورت میں خدا نے حضور کو نبی کیوں فرمایا؟ اور زمرۂ انبیاء میں کیوں داخل بنایا۔ اور فریق لاہور جان بوجھکر ایسا نہیں کرتا تو یقیناً اسے بارہ میں سخت مغالطہ ہوا ہے اور وہ مغالطہ یہ ہے کہ جہاں حضرت اقدسؑ نے آنحضرت صلعم کی اتباع سے آنحضرت صلعم کے [illegible] دونا تیر کا ذکر فرمایا ہے۔ وہاں حضور اپنے آپ کو اور اولیاء ابدال اقطاب سب کو شامل کرتے ہیں۔ کیونکہ آنحضرت صلعم کی اتباع میں حضور کو اور دیگر اولیاء ابدال و اقطاب کو فیض ملا اور مکالمہ و مخاطبہ حاصل ہوا۔ پس فیض کے پانے اور اصلاح کے کام میں چونکہ دونوں فریق شامل ہیں اسلئے حضور ان دونوں کا اکٹھا ذکر فرما دیتے ہیں۔ اس سے فریق لاہور کو یہ مغالطہ ہو جاتا ہے کہ گویا حضور اپنے آپ کو زمرۂ انبیاء میں نہیں بلکہ زمرۂ اولیاء میں داخل فرما رہے ہیں۔ لہذا حضور صرف ولی ہیں نبی نہیں یہ بڑا خطرناک دھوکہ ہے جو ان کو لگا ہے یا وہ جان بوجھ کر دھوکہ دے رہے ہیں۔ حضرت اقدسؑ نے خود اس دھوکہ کا ازالہ فرما دیا ہوا ہے اور فریق لاہور اس امر کو بخوبی جانتا ہے حضور نے فرمایا ہے کہ اولیاء ابدال اور اقطاب ہرگز نبی نہیں کہلا سکتے اور نہ وہ اس نام کے مستحق ہیں یہ نام ابتک صرف حضور ہی کو ملا ہے کیونکہ نبوت کے لئے مکالمہ و مخاطبہ کی کثرت شرط ہے اور یہ شرط اولیاء ابدال اقطاب میں موجود نہ تھی یہ کثرت صرف مجھے ہی حاصل ہوئی ہے۔ لہذا حضور نے اپنے آپکو زمرۂ انبیاء میں داخل فرمایا ہے۔ چنانچہ حضرت اقدسؑ نے فریق لاہور کے مغالطہ کو پہلے ہی سے حل کر رکھا ہے حضرت اقدسؑ تحریر فرماتے ہیں:۔

"اس حصہ کثیر وحی الٰہی امور غیبیہ میں اس امت میں سے میں ہی ایک فرد مخصوص ہوں اور جس قدر مجھ سے پہلے اولیاء اور ابدال اور اقطاب اس امت میں سے گزر چکے ہیں آپ کو یہ حصہ کثیر اس نعمت کا نہیں دیا گیا۔ پس اس وجہ سے نبی کا نام پانے کے لئے میں ہی مخصوص کیا گیا۔ اور دوسرے تمام لوگ اس نام کے مستحق نہیں کیونکہ کثرت وحی اور کثرت امور غیبیہ اس میں شرط ہے اور وہ شرط ان میں پائی نہیں جاتی اور ضرور تھا کہ ایسا ہوتا کہ آنحضرت صلعم کی پیشگوئی صفائی سے پوری ہو جاتی کیونکہ اگر دوسرے صلحاء جو مجھ سے پہلے گذر چکے ہیں وہ بھی اسی قدر مکالمہ و مخاطبہ الٰہیہ اور امور غیبیہ سے حصہ پالیتے تو وہ بھی نبی کہلانے کے مستحق ہو جاتے تو اس صورت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی میں ایک رخنہ واقع ہو جاتا اسلئے خدا تعالیٰ کی مصلحت نے ان بزرگوں کو اس نعمت کو پورا طور پر پانے سے روک دیا جیسا کہ احادیث میں آیا ہے کہ ایسا شخص ایک ہی ہوگا اور وہ پیشگوئی پوری ہو جائے۔"

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۳۹۱ سنہ ۱۹۰۶ء)

اس عبارت سے کئی امور واضح ہوگئے ہیں۔

(۱) انکار دعوئے نبوت کے بعد حضور نے دعوائے نبوت فرمایا ہے یہ عبارت اس اقرار دعویٰ کا ثبوت ہے۔

(۲) نبوت کے لئے مکالمہ و مخاطبہ و امور غیبیہ کی کثرت شرط ہے۔

(۳) یہ کثرت مکالمات دیگر اولیاء ابدال اور اقطاب کو حاصل نہ تھی اسلئے ان کو نبی کا نام نہ ملا گویا وہ مقام و نام دونوں سے محروم تھے انہوں نے صرف کسیقدر حصہ پایا تھا۔ یہی مدعا حضور کا مواہب الرحمٰن سنہ ۱۹۰۳ء والے پیشکردہ حوالہ میں تھا چنانچہ حضرت اقدس نے انہیں انکے نبی ہونے کے الفاظ نہیں لکھے۔

(۴) یہ کثرت صرف حضور کو حاصل تھی اسلئے یہ نام و مقام ابتک صرف حضور کے ساتھ مخصوص ہے۔ ایک صاحب نے ہمیں بھی لاہور سے لکھا ہے کہ

"براہ کرم مجھے یہ مطلع فرما کر شکریہ کا موقع دیں کہ کیا حضرت مرزا صاحب سے قبل بھی کوئی امتی نبی گزرا ہے یا نہیں اگر گزرا ہے تو ان کا کیا نام ہے۔"

ہم نے ان کو الگ بھی جواب لکھ کر بھجوا دیا ہے۔ اور یہاں بھی اسے دہرا دیتے ہیں اور جواب وہی ہے جو حضور کی مندرجہ بالا عبارت و تحریر میں دیا ہوا ہے کہ اس دوران میں کوئی نبی نہیں گزرا۔ سائل کا یہ ہے کہ اگر ہو کر گزرا ہے تو حضرت مرزا صاحب بھی ویسے ہی نبی ہیں یعنی ناقص و جزئی نبوت کے مدعی۔ اور اگر کوئی نہیں گزرا تو الوصیت میں مندرج "بعض افراد نے نبی ہونے کا خطاب پایا" کی تکذیب ہے۔

ہم نے سائل کو جواب دیا ہے کہ الوصیت میں حضور نے "بعض افراد نے نبی ہونے کا خطاب پایا" کی تشریح "ایک فرد" سے کی ہوئی ہے۔ ملاحظہ ہو صفحہ ۱۲ نہ کہ کئی یا چند افراد سے یعنی کا لفظ کبھی "کچھ" "یا کئی" یا "چند" کے معنی میں آتا ہے اور کبھی "ایک" کے معنی میں۔ حضور نے اس کی وضاحت "ایک فرد" سے کرکے بتا دیا ہوا ہے کہ صرف [illegible] اس امت میں سے نبی کا خطاب پایا ہے [illegible] کی یہ مراد نہیں کہ کئی افراد نے نبی کا خطاب پایا ہے۔ اگر یہ مراد ہوتی تو حضور ایک فرد کے الفاظ نہ لکھتے۔

[illegible] امر کی وضاحت بعد میں حضور کے حقیقۃ الوحی [illegible] ۱۹۰۶ء والے حوالہ سے بھی

ہو گئی ہوتی ہے

لاہوری فریق اور اس کے ہمنواؤں کی طرف سے الحکم ۷ اپریل ۱۹۰۲ء کا حوالہ بھی پیش کیا جاتا ہے جس میں ان کے خیال میں حضور نے تشریح فرمایا ہے کہ آنحضرت صلعم کی امت میں ہزاروں بزرگ نبوت کے نور سے منور تھے ........ ہزاروں انسانوں کو نبوت کا درجہ ملا اور نبوت کے آثار و برکات ان کے اندر موجود تھے مگر نبی کا نام اُن پر صرف شانِ بلاغت آنحضرت صلعم اور بسبب ختمِ نبوت کی خاطر ان کو اس نام سے ملقب نہ کیا گیا"۔ مگر اس حوالہ نے ہی بتا دیا کہ حضرت مسیح موعودؑ کے سوا کسی اور کو نبی کا نام یا خطاب نہیں دیا گیا۔ باقی رہا ان کا "درجہ نبوت" پانے کا ذکر تو ڈائری خود بتا رہی ہے کہ اس میں ان الفاظ میں ڈائری نویس سے غلطی ہو گئی ہے دراصل اس میں علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل والی حدیث کی طرف اشارہ ہے جس میں افاضہ آنحضرت صلعم کا ذکر ہے۔ چنانچہ بعد میں حقیقۃ الوحی صفحہ ۳۹ سے حوالہ نے اس غلط فہمی کا ازالہ کر دیا ہوا ہے جس کے اس عبارت سے پیدا ہونے کا احتمال تھا اس میں حضور نے نام و مقام نبوت ہر دو کے لئے اپنے آپ کو مخصوص بنایا ہے۔

اسی افاضہ والا مفہوم اس شعر میں بھی ملحوظ ہے کہ

صد ہزاراں یوسفے بینم دریں چاہِ ذقن
واں مسیحِ ناصری شد از دمِ اوبے شمار

بتایا ہے کہ اسی افاضہ کے طفیل علماء امت کو مماثلت انبیاء بنی اسرائیل حاصل ہوئی ہے۔ پس افاضہ میں مسیح موعودؑ کو کامل افاضہ حاصل ہوا ہے جو علماء امت و صلحاء و اولیاء و ابدال و اقطاب کو حاصل ہے اسلئے نبی کا نام و مقام پانے سے وہ محروم رہے۔ بیشک مکالمہ و مخاطبہ انہوں نے پایا اور اصلاح امت کا کام بھی ان کے سپرد تھا اور مسیح موعود کو بھی مکالمہ و مخاطبہ کا فیضان ملا اور اصلاح امت کا کام سپرد ہوا۔ ان دونوں باتوں میں سب کو اشتراک ہے۔ مگر شرطِ نبوت پائے جانے کی وجہ سے مسیح موعود نے نبی کا نام و مقام پایا اور شرط کے مفقود ہونے کی وجہ سے دیگر صلحاء و اولیاء نام و مقام پانے سے محروم رہے۔ پس صرف اشتراک کی وجہ سے نہ تو اولیاء نبی کہلا سکتے ہیں اور نہ مسیح موعود نبوت سے محروم قرار دیئے جا سکتے ہیں۔ حضور نے اشتراک اور فرق دونوں بیان کئے ہیں۔ آنحضرت صلعم کے افاضہ میں اشتراک کے متعلق فرماتے ہیں:۔

"خدا کی مُہر نے یہ کام کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرنے والا اس درجہ کو پہنچا کہ ایک پہلو سے وہ اُمتی ہے اور ایک پہلو سے نبی، کیونکہ اللہ جل شانہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو صاحب خاتم بنایا یعنی آپکو افاضہ کمال کے لئے مُہر دی جو کسی اور نبی کو ہرگز نہیں دی گئی اسی وجہ سے آپ کا نام خاتم النبیین ٹھیرا یعنی آپ کی پیروی کمالات نبوت بخشتی ہے اور آپکی توجہ روحانی نبی تراش ہے اور یہ قوتِ قدسیہ کسی اور نبی کو نہیں ملی"۔

"یہی معنی اس حدیث کے ہیں کہ علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل یعنی میری اُمت کے علماء بنی اسرائیل کے نبیوں کی طرح ہونگے"۔

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۹۷ حاشیہ)

اس عبارت میں افاضہ کے لحاظ سے مسیح موعود اور علماء اُمت کا اشتراک بتایا ہے مگر ساتھ ہی فرق بھی بیان کر دیا ہے۔ مسیح موعود کو تو "نبی کہا" ہے مگر دیگر علماء امت کو صرف مثیل انبیاء فرمایا ہے۔ انبیاء نہیں فرمایا۔

پھر اس اشتراک اور فرق کو آگے چل کر مزید واضح کر دیا ہے فرماتے ہیں۔

"یہ کس قدر غلط ہے جو نادان مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امت مکالمہ مخاطبہ سے بے نصیب ہے اور خود حدیثیں پڑھتے ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت میں اسرائیلی نبیوں کے مشابہ لوگ پیدا ہونگے اور ایک ایسا ہوگا کہ ایک پہلو سے نبی ہوگا اور ایک پہلو سے امتی وہی مسیح موعود کہلائیگا"۔

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۰۱ حاشیہ)

پس افاضہ آنحضرت صلعم میں اولیاء و مسیح موعود دونوں شریک بتائے ہیں۔ مگر اُمت کے علماء و اولیاء کو تو اسرائیلی نبیوں کے مشابہ لوگ اور اُمت کے مسیح موعودؑ کو "نبی" قرار دیا ہے۔ اور فرمایا ہے کہ وہ "نبی" "ایک" ہی ہے۔ یہ اس فرق کا بیّن ثبوت ہے۔ ورنہ مسیح موعود کی نبوت کو اولیاء کی مزعومہ نبوت سے الگ کرنے کی ضرورت نہ تھی۔ صرف اسقدر فرما دیتے کہ حدیثوں میں آیا ہے کہ اس امت میں اسرائیلی نبیوں کے مشابہ لوگ ہوں گے یہ نہ فرماتے کہ حدیثوں میں یہ بھی آیا ہے کہ اس امت کا "ایک" فرد نبی ہوگا۔ اگر مسیح موعود اور دیگر اولیاء ایک ہی زمرہ میں داخل ہوتے تو آپ ایک فرد کو نبی کہکر ان سے الگ کرنے کی ضرورت نہ سمجھتے۔ اور نہ اس کا ان سے الگ ذکر فرماتے۔

پس حضور کے نزدیک مکالمہ و مخاطبہ و اصلاح امت کے کام میں حضرت مسیح موعود اور دیگر اولیاء شریک ہیں مگر اس کے یہ معنی ہرگز نہیں کہ یہ سب مقام و نام کے لحاظ سے ایک ہی زمرہ میں داخل اور برابر ہیں بلکہ نام و مقام کے لحاظ سے مسیح موعود کو حضور نے زمرۂ انبیاء میں شامل فرمایا ہے نہ کہ زمرۂ اولیاء میں۔

رہا ظلی و بروزی و عکسی و امتی نبی کا مقابلہ و مفہوم تو یاد رہے کہ ظل و بروز و عکس و امتی دو قسم کا ہے (۱) ناقص (۲) کامل اللہ تعالیٰ کا عکس کامل نہیں ہو سکتا اسلئے اس کا عکسی اللہ بھی نہیں ہو سکتا۔ مگر نبی کا عکس دونوں قسم کا ہو سکتا ہے ناقص بھی اور کامل بھی

۱۹۰۱ء سے قبل حضرت اقدس اپنے آپ کو آنحضرت صلعم کا عکس جو ظل و بروز بتاتے تھے اولیاء اُمت کو بھی ظل ہی یعنی آنحضرت صلعم کا ظل و بروز و عکس لکھتے تھے ۱۹۰۱ء سے قبل اپنے لئے ظلی نبی بروزی نبی عکسی نبی امتی نبی کے الفاظ استعمال فرماتے تھے۔ اور نہ ہی کبھی علماء و صلحاء اولیاء کو ظلی نبی بروزی نبی عکسی نبی قرار دیا۔

ہاں پھر ۱۹۰۱ء کے بعد اپنے آپ کو ظلی نبی۔ بروزی نبی عکسی نبی اور امتی نبی قرار دیا۔ مگر دیگر اولیاء کو آنحضرت صلعم کا ظل و بروز و عکس و امتی تو فرمایا مگر دیگر اولیاء کو آنحضرت صلعم کا ظلی و بروزی نبی و عکسی نبی کبھی نہیں فرمایا۔ اگر حضور نے اکتوبر ۱۹۰۱ء سے قبل یا بعد کسی وقت بھی ظلی نبی یا بروزی نبی یا عکسی نبی یا امتی نبی فرمایا ہو تو کوئی صاحب اس کا حوالہ پیش کریں مگر ہرگز نہیں پیش کر سکتے۔ اس سے ظاہر ہے کہ حضور اولیاء کو کامل ظل یا عکس یا کامل بروز قرار نہ دیتے تھے۔ اگر ان کو کامل ظل یا کامل عکس یا کامل بروز و کامل امتی قرار دیتے تو ان کو بھی اپنی طرح ظلی بروزی عکسی و امتی نبی لکھتے۔ مگر حضور نے صرف اپنے آپ کو ہی ظلی بروزی عکسی و امتی نبی لکھا ہے۔ اور وہ بھی ۱۹۰۱ء کے بعد۔ اس سے قبل حضور ...... اپنے آپ کو صرف ایسا قرار دیتے تھے۔ اگر ان الفاظ سے نبوت کی مراد ہوتی تو ۱۹۰۱ء سے قبل اپنے لئے استعمال فرماتے۔ اس سے ثابت ہے کہ نبی کریم صلعم کا ظلی و بروزی عکسی و امتی نبی ہونے میں اولیاء امت کا اشتراک ہے مگر ظلی نبی و بروزی نبی و عکسی نبی و امتی نبی ہونے میں آپ منفرد ہیں۔ دیگر اولیاء کو یہ بالا مقام حاصل نہیں تھا۔

اس بحث میں حیثیت معرفت صفحہ ۲۲۴ والے پیش کردہ حوالہ کا جواب بھی آ گیا ہے جس میں حضور نے اپنی نبوت کو ظلی و عکسی نبوت قرار دیا ہے واضح رہے کہ حضور نے اس حوالہ میں بھی اپنے لئے "کثرت" مکالمہ و مخاطبہ والی "شرط" نبوت کا ذکر کر کے اپنے آپ کو دیگر اولیاء سے ممتاز قرار دیا ہے۔

**نوٹ** :۔ مضمون چونکہ لمبا ہو گیا ہے اور "مجازی نبی" کے الفاظ کا مفہوم ظلی بروزی عکسی و امتی نبی کے الفاظ کے مفہوم سے جدا ہے اور قابل فہم ہے۔ اس لئے اس کی وضاحت ہم کسی دوسرے وقت پر کریں گے انشاء اللہ تعالیٰ۔

(بقیہ صفحہ ۸)

اُترتے نہیں دیکھے گی تب خدا ان کے دلوں میں گھبراہٹ ڈالے گا۔ کہ زمانہ صلیب کے غلبہ کا بھی گذر گیا اور دنیا دوسرے رنگ میں آ گئی مگر مریم کا بیٹا عیسیٰ اب تک آسمان سے نہ اُترا۔ تب دانشمند یک دفعہ اس عقیدہ سے بیزار ہو جائیں گے۔ اور ابھی تیسری صدی آج کے دن سے پوری نہیں ہوگی کہ عیسیٰ کا انتظار کرنے والے کیا مسلمان اور کیا عیسائی سخت نااُمید اور بدظن ہو کر اس جھوٹے عقیدے کو چھوڑیں گے۔ اور دنیا میں ایک ہی مذہب ہوگا اور ایک ہی پیشوا۔ میں تو ایک تخم ریزی کرنے آیا ہوں۔ سو میرے ہاتھ سے وہ تخم بویا گیا۔ اور اب وہ بڑھے گا اور پھولے گا اور کوئی نہیں جو اس کو روک سکے"۔

(تذکرۃ الشہادتین صفحہ ۶۵)

معزز سامعین! حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ علیہ السلام کی بیان کردہ پیشگوئی کے لپیٹ میں آنے والا دن مخالفین احمدیت خواہ وہ عیسائی ہوں یا مسلمان کے عقائد کے بطلان پر حجت قائم کرنے والا اور ہمارے ایمانوں کو مضبوط سے مضبوط کرنے والا ہے۔ کیونکہ ان کا منتظر مسیح ابھی تک نازل نہیں ہوا۔ حالانکہ چودہویں صدی نبوی سے ۹۰

برس گزر رہے ہیں۔ خدا کرے کہ ہمارے مخالف کب ہوں کی آنکھیں اب بھی کھلیں اور ماموریت ربانی اور مرسل یزدانی کی شناخت کرکے اس پر ایمان لانے کی سعادت حاصل کریں۔ کیونکہ آنے والا مسیح

... آچکا ہے اور انتظار بے سود ہے۔ وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

## بقیہ صفحہ نمبر ۲

اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدوں کے مطابق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ مادیت کے اس پُرفتن دور میں پھر سے مخلصین کی ایک ایسی جماعت قائم کر دی ہے جس نے اپنی انتھک کوششوں اور جان نوشانہ قربانیوں سے اس عظیم مہم کو چار چاند لگا دیئے اور اس طرح اپنے طرزِ عمل سے اُن یادوں کو پھر سے تازہ کر دیا جو صدرِ اوّل کے مسلمانوں نے صفحۂ دہر پر نقش کی تھیں۔

جہاں تک تبلیغ و اشاعتِ دین کا کام ہے سو وہ بفضلہ تعالیٰ اب بھی جاری ہے اور انتہائی سُرعت کے ساتھ تکمیل کی حدود کو چھو رہا ہے۔ آج بھی مبشرینِ اسلام گوشہ ہائے عالم میں تبلیغ و اشاعتِ دین جیسے اہم فریضہ کی بجا آوری میں کوشاں اور سرگرمِ عمل ہیں۔ آج بھی دنیا بھر کے لوگوں کو خود اُن ہی کی زبانوں میں قرآن کریم کی حیات آفریں اور جان بخش تعلیم سے روشناس کرایا جا رہا ہے۔ آج بھی تثلیث کدوں اور الحاد و دہریت کے مراکز میں خدائے واحد و یگانہ کی عظمت کے قیام کے لئے صرفِ کثیر سے مساجد تعمیر ہو رہی ہیں —— مگر یہ سب کچھ کون کر رہا ہے؟ —— ایک مٹھی بھر غریب اور کم مایہ جماعت جو تمام مسلمانوں کی نظروں میں مسلمان کہی جانے کی بھی مستحق نہیں۔ جبکہ صفحۂ عالم پر بکھرے ۶۵ کروڑ اسلام کا دم بھرنے والے اور اپنے تئیں رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کرنیوالے وقت کی اس اہم ضرورت کو محسوس کرتے ہوئے بھی غفلت و سرشاری کی نیند پڑے سو رہے ہیں۔

آج اسلام کے نام پر آپ کو سینکڑوں جماعتیں، تنظیمیں اور مجلسیں نظر آئیں گی۔ مسلمانوں کی موجودہ زبوں حالی کے پسِ منظر میں سے بے شمار اپیلیں آپ کے پردہ ہائے گوش سے ٹکرائیں گی۔ مگر عملی میدان میں ان سب کے جو مایوس کن نتائج برآمد ہوتے ہیں یا ہو رہے ہیں اُن سے کون واقف نہیں؟ بحیثیت قوم آج کا مسلمان جس طور سے دیگر اقوامِ عالم کے مقابلہ میں پسماندہ ہوتا جا رہا ہے اس سے کہیں زیادہ خطرناک حد تک وہ اپنے اُن ملی اور قومی فرائض اور ذمہ داریوں سے سبکدوش ہو رہا ہے۔ جو خود اُس کی بقا اور زندگی کے لئے بھی اشد ضروری ہیں۔

آج کی تو خیر بات ہی اور ہے آپ صرف ہندوستان ہی کی تاریخ کے چند گذشتہ اوراق پلٹیے۔ چار ساڑھے چار سو سال کا عرصہ کوئی معمولی عرصہ نہیں جب ہر مسلمان اس ملک کی تقدیر کے مالک بنے رہے پھر کوئی ہمیں بتائے کہ اس تمام عرصہ میں مسلمانوں نے تبلیغ و اشاعتِ دین کا کون کون سا کٹھن کام سرانجام دیا۔ بصد افسوس کا مقام ہے کہ نہ تو ماضی کے مسلمانوں کو تکفیر بازی کے جھنجھٹوں نے دعوتِ حق کی طرف متوجہ ہونے کی مہلت دی اور نہ ہی آج کا مسلمان آپس کی فرقہ بندیوں سے فراغت پا کر اس فریضہ کی طرف مائل ہو سکتا ہے۔ پھر آپ ہی بتایئے کہ ان مایوس کن حالات میں عام مسلمانوں سے یہ توقع رکھنا ناسمجھی کی دلیل نہیں کہ وہ اپنی اصلاح سے پہلے مخلوقِ خدا کی اصلاح و راہنمائی کا بیڑا اُٹھائیںگے کیا آپ اس قوم کو معاندینِ اسلام کے مقابلہ میں کھڑا کریں گے جس کی اپنی اجتماعیت پارہ پارہ ہو چکی ہے۔ اور اگر واقعی آپ بھی صحیح رہے ہیں تو پھر آپ کا یہ اقدام ایسا ہی ہوگا جیسا کہ تتر بتر فوج کی چند منتشر و پراگندہ ٹکڑیوں کو دشمنوں کے لشکرِ جرار کے سامنے موت و زیست کی کشمکش کے لئے کھڑا کر دیا جائے۔ کیا اس صورت میں آپ فتح و کامرانی کا مبہم سا تصور بھی کر سکتے ہیں—؟؟

ہمیں تسلیم ہے کہ مسلمانوں پر سب سے پہلے فریضۂ تبلیغ ہی عائد کیا گیا مگر آپ کیوں بھول رہے ہیں کہ وہ مسلمان موجودہ دور کے مسلمان نہ تھے۔ بلکہ وہ پاکباز وجود تھے جنہیں خود نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بابرکت صحبت اور تربیت حاصل تھی۔ اُن کی صفوں میں اتحاد تھا۔ تنظیم تھی اور وحدت و یکجہتی تھی —— پھر آج اس اہم فریضہ کی بجا آوری کے لئے آپ دیگر تقاضوں کو پسِ پشت ڈال کر بھی اس تقاضے سے کیونکر منہ موڑ سکتے ہیں کہ آج بھی ضرورت ہی اُسی اسلامی وحدت و یکجہتی کی ضرورت ہے۔ تنظیم و شیرازہ بندی کی اور ضرورت ہے مسلمانوں کی صفوں میں رونما ہونے والے اس خلفشار کو مٹا کر انہیں از سرِ نو متحد و مجتمع کرنے کی۔ مگر یاد رکھیئے کہ لاکھ کوششیں کرنے پر بھی یہ کام آپ سے نہ ہو سکیگا۔ یہ اتحاد و یکجہتی کی یہ گرہ اسی کے مبارک ہاتھوں سے کھل سکتی ہے جسے خود خدا تعالیٰ نے اس امر پر مامور کیا ہے جس کا وجود ملتِ اسلامیہ کے لئے نقطۂ اتحاد کی حیثیت رکھتا ہے۔ اُسی کے دامن سے وابستہ ہوئے بغیر مسلمان بحیثیت قوم پھر سے اُفقِ عالم پر اُبھر ہی نہیں سکتے۔ (الفرقان)

---

# دورہ انسپکٹر وقفِ جدید
# جماعت ہائے احمدیہ پونچھ و کشمیر

مکرم مولوی سید بدرالدین احمد صاحب انسپکٹر وقفِ جدید چندہ وقفِ جدید کی وصولی اور اضافہ وعدہ جات کے لئے مندرجہ ذیل پروگرام کے مطابق جماعت ہائے احمدیہ پونچھ و کشمیر کا دورہ مورخہ ۱۰ ستمبر تا ۱۹ اکتوبر ۱۹۷۰ء کر رہے ہیں۔ جملہ عہدیداران اور احباب جماعت سے درخواست ہے کہ وہ مولوی صاحب موصوف کے دورہ کو کامیاب بنائیں اور ان سے کما حقہٗ تعاون کر کے عند اللہ ماجور ہوں۔

انچارج وقفِ جدید انجمن احمدیہ قادیان

| کیفیت | تاریخ روانگی | قیام | تاریخ رسیدگی | نام جماعت |
|---|---|---|---|---|
| | 10-9-70 | - | - | قادیان |
| | 12-9-70 | ۱ | 11-9-70 | جموں |
| | 14-9-70 | ۲ | 12-9-70 | سرینگر |
| | 15-9-70 | ۱ | 14-9-70 | شورت |
| | 17-9-70 | ۲ | 15-9-70 | کنی پورہ |
| | 18-9-70 | ۱ | 17-9-70 | ادگام |
| | 20-9-70 | ۲ | 18-9-70 | یاڑی پورہ |
| | 22-9-70 | ۲ | 20-9-70 | چک ایرچھ |
| | 23-9-70 | ۱ | 22-9-70 | ماندوجن |
| | 25-9-70 | ۲ | 23-9-70 | رشی نگر |
| | 27-9-70 | ۲ | 25-9-70 | آسنور |
| | 29-9-70 | ۲ | 27-9-70 | شوپیاں۔ مانلو |
| | 30-9-70 | ۱ | 29-9-70 | تیتھوہڑ |
| | 1-10-70 | ۱ | 30-9-70 | سندہ براری |
| | 2-10-70 | ۱ | 1-10-70 | ہاری پاری گام |
| | 3-10-70 | ۱ | 2-10-70 | سرینگر |
| | [illegible]-10-70 | ۱ | 3-10-70 | ادنہ گام |
| | 5-10-70 | ۱ | 4-10-70 | ترکہ پورہ |
| | [illegible]-10-70 | ۱ | 5-10-70 | سرینگر |
| | [illegible]-10-70 | ۱ | 6-10-70 | جموں |
| | [illegible]-10-70 | ۲ | 7-10-70 | چارکوٹ۔ کالابن کوٹلی |
| | 10-10-70 | ۱ | 9-10-70 | بڈھانوں |
| | 11-10-70 | ۱ | 10-10-70 | پونچھ |
| | 12-10-70 | ۱ | 11-10-70 | شیندرہ |
| | 14-10-70 | ۲ | 12-10-70 | سلواہ۔ گورسائی بیڑھا تیر |
| | 15-10-70 | ۱ | 14-10-70 | پونچھ |
| | 16-10-70 | ۱ | 15-10-70 | جموں |
| | 19-10-70 | ۳ | 16-10-70 | بھدرواہ |
| | .. | واپسی | 19-10-70 | قادیان |

**درخواستہائے دعا** — (۱) پروفیسر عزیز احمد صاحب بانی ہاسٹل کی صحت [illegible] سے ناساز [illegible] کی خدمت میں [illegible] دل و جان سے صحت کے لئے دعا کی درخواست [illegible]

[illegible] ڈاکٹر اختر احمد صاحب [illegible] اُن احباب [illegible] جنہوں [illegible] دعائیں کیں [illegible] شکریہ ادا کرتے ہوئے اطلاع دیتے ہیں کہ صحت [illegible] کامل شفایابی کے لئے [illegible] دعا کی درخواست [illegible] ہوں۔ [illegible] قادیان

(۲) اہلیہ صاحبہ [illegible] حاجی [illegible] صاحب بیمار ہیں [illegible] عرصہ سے [illegible] [illegible] والدہ [illegible]

(۳) [illegible] کبھی مدت دراز سے بیمار ہیں ہر دو کی کامل شفایابی کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

خاکسار بشارت احمد مبلغ جماعت احمدیہ یادگیر

(۴) خاکسار کے نواسے عزیز نصیر احمد سلمہٗ پسر عزیز بشارت احمد صاحب سلمہٗ کو مورخہ ۱۷ اکتوبر کو اچانک [illegible]

[illegible] ہر قسم کی تکلیف ہوئی [illegible] ڈاکٹروں کے مشورہ پر مورخہ ۸ اکتوبر کو امرتسر میں ایکسرے لیا گیا [illegible] کامیاب [illegible] کامل شفا [illegible] دعا کی درخواست ہے [illegible]

# مسجد احمدیہ چنت کنٹہ کے افتتاح کی تقریب

اور

# آل انڈیا احمدیہ کانفرنس کا انعقاد

مکرم سیٹھ محمد معین الدین صاحب چنت کنٹہ نے اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی توفیق سے اپنے گاؤں چنت کنٹہ میں زرِ کثیر خرچ کر کے ایک وسیع اور خوشنما مسجد تعمیر کروانے کی سعادت حاصل کی ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے انہیں جزائے خیر بخشے۔

اس مسجد کے افتتاح کی تقریب وہ شایانِ شان طور پر منعقد کرنا چاہتے ہیں۔ اور اس موقعہ پر جہاں انہوں نے مرکز سے بعض دوستوں کو مدعو کیا ہے وہاں وہ چاہتے ہیں کہ زیادہ سے زیادہ دوست اس تقریب میں شرکت کریں۔

اس موقعہ پر مکرم سیٹھ صاحب موصوف وسیع پیمانہ پر تبلیغی اور تربیتی نقطۂ نظر سے ایک احمدیہ کانفرنس بھی آل انڈیا پیمانے پر منعقد کرنا چاہتے ہیں۔ اور ان کی یہ دلی خواہش ہے کہ اس موقعہ پر ہندوستان کی تمام جماعتوں کی نمائندگی ہو جائے۔ چنت کنٹہ میں قیام و طعام کا انتظام مکرم سیٹھ صاحب موصوف کی طرف سے ہوگا۔

یہ تقاریب مورخہ ۸ ۔ ۹ ۔ ۱۰ اکتوبر کو چنت کنٹہ میں منعقد ہوں گی۔ سیٹھ صاحب موصوف نے لکھا ہے کہ جو دوست اس تقریب میں شریک ہونا چاہیں وہ مورخہ ۷ تک حیدرآباد پہنچ جائیں۔ ۸ اکتوبر کی صبح کو وہاں سے تمام دوست قافلہ کی صورت میں موٹر گاڑیوں یا بسوں کے ذریعہ سے چنت کنٹہ کے لئے روانہ ہوں گے۔

جو دوست اس سلسلہ میں مکرم سیٹھ صاحب موصوف کے ساتھ خط و کتابت کرنا چاہیں وہ اس پتہ پر کر سکتے ہیں۔

مکرم سیٹھ محمد معین الدین صاحب
148 Red Hill Hyderabad
(ANDHRA)

ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

## دورہ مکرم قریشی محمد شفیع صاحب عابد انسپکٹر تحریک جدید

مکرم قریشی محمد شفیع صاحب عابد انسپکٹر تحریک جدید بغرض وصولی چندہ تحریک جدید مندرجہ ذیل صوبہ جات کا دورہ کریں گے۔

مہاراشٹر ۔ میسور ۔ کیرالہ ۔ آندھرا ۔ مدراس۔

امید ہے کہ جملہ صدر صاحبان اور سیکرٹریان مال و تحریک جدید ان سے پورا پورا تعاون کریں گے اور اپنی اپنی جماعت کے چندہ کی سو فیصدی ادائیگی کر دیں گے۔

انسپکٹر صاحب موصوف مورخہ ۲۷ کو امرتسر سے روانہ ہو کر ۲۸ شام بمبئی پہنچ کر اپنا دورہ وہاں سے شروع کریں گے۔ دیگر باقی جماعتوں کو وہ اپنے پروگرام سے خود مطلع کریں گے۔

وکیل المال تحریک جدید قادیان

**اعانت بدر احباب جماعت کا اہم فرض ہے**

# وصیت کرنے والے نظامِ نو کی بنیاد رکھنے میں حصہ دار ہیں!

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:-

"پس اے دوستو! جنہوں نے وصیت کی ہوئی ہے سمجھ لو کہ آپ لوگوں میں سے جس جس نے اپنی اپنی جگہ وصیت کی ہے اس نے نظامِ نو کی بنیاد رکھ دی ہے۔ اس نظامِ نو کی جو اس کی اور اس کے خاندان کی حفاظت کا بنیادی پتھر ہے! اور جس جس نے تحریکِ جدید میں حصہ لیا ہے اگر وہ اپنی ناداری کی وجہ سے حصہ نہیں لے سکا۔ تو وہ اس تحریک کی کامیابی کے لئے مسلسل دعائیں کرتا ہے۔ اس نے وصیت کے نظام کو وسیع کرنے کی بنیاد رکھ دی ہے پس اے دوستو! دنیا کا نیا نظام دین کو مٹا کر بنایا جا رہا ہے۔ تم تحریک جدید اور وصیت کے ذریعہ سے اس سے بہتر نظام دین کو قائم رکھتے ہوئے تیار کرو۔ مگر جلدی کرو۔ کہ دوڑ میں جو آگے نکل جائے وہی جیتتا ہے"۔

احباب جماعت کو حضور کے فرمودہ کے مطابق جلد سے جلد وصیتیں کرنی چاہئیں۔

سیکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان

## کار اور ٹرک کے پرزے

اگر آپ کو اپنی کار یا ٹرک کے لئے اپنے شہر سے کوئی پرزہ نہیں مل سکا تو یہ مت خیال فرمایئے کہ یہ پرزہ بھارت میں نایاب ہو چکا ہے۔ آپ ٹیلیفون یا ٹیلیگرام کے ذریعہ ہم سے رابطہ پیدا کیجئے۔ کار اور ٹرک پٹرول سے چلنے والے ہوں یا ڈیزل سے ہمارے ہاں ہر قسم کے پرزہ جات دستیاب ہو سکتے ہیں۔

**آٹو ٹریڈرز ۱۶ مینگو لین کلکتہ نمبر ۱**

Auto Traders 16 Mangoe Lane Calcutta-1

فون نمبرز 23 - 1652 ، 23 - 5222 ۔ تار کا پتہ "Autocentre"

## سپیشل گم بوٹ

جن کے آپ عرصہ سے متلاشی ہیں

مختلف اقسام ۔ دفاع ۔ پولیس، ریلوے، فائر سروس، ہیوی انجینئرنگ، کیمیکل انڈسٹریز، مائینز، ڈیریز، ویلڈنگ شاپس اور عام ضرورت کیلئے دستیاب ہو سکتی ہیں

**گلوب ربڑ انڈسٹریز**

آفس و فیکٹری : ۱۰ اپر بھورام سرکار لین کلکتہ نمبر ۱۵ ۔ فون نمبر ۲۴ - ۳۲۷۲
شوروم : ۱۲/۱ لوئر چیت پور روڈ کلکتہ نمبر ۱ ۔ فون نمبر ۳۴ - ۲۰۰۱
تار کا پتہ : "گلوب ایکسپورٹ" "Globe Export"